منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں

وکیل علماء دیو بند حضرت علامہ

ابو احمد نور محمد تونسوی مدظلہ

مکتبۃ الجنید
ودیوبند کیسٹ ہاؤس
عقب الآصف اسکوائر نزد مدرسہ عقیدۃ الاسلام
حسن نعمان کالونی سہراب گوٹھ کراچی
فون: 0334-3441039

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں

مصنف: وکیل علماء دیوبند حضرت علامہ

ابو احمد نور محمد تونسوی مدظلہ

مدیر جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ رحیم یار خان

مکتبۃ الجنید و دیوبند کیسٹ ہاؤس
عقب الآصف اسکوائر نزد مدرسہ عقیدۃ الاسلام حسن نعمان کالونی سہراب گوٹھ کراچی
فون: 0334-3441039
ابوالحسن معاویہ سلفی

نام کتاب ________ منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں
تصنیف ________ ابو احمد نور محمد تونسوی مدیر جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ
سن اشاعت باردوم ________ نومبر 2009ء
ناشر ________ مکتبہ الجنید دیوبند کیسٹ ہاؤس سہراب گوٹھ کراچی
فون ________ 0334-3441039

دیگر ملنے کے پتے

بیت العلم بنوری ٹاؤن کراچی 021-4916690
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی 021-4914596
ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی 021-5436478, 0321-2045610
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4927159
کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی 021-4992176
مکتبہ السعید شاہ فیصل کالونی کراچی 021-8244816
کتب خانہ اشرفیہ اردو بازار کراچی 021-2213058

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

الحمد لله و کفیٰ والصلوٰۃ واسلام علی سید الرسل و خاتم الانبیاء

اما بعد! اللہ رب العزت نے دین متین کی حفاظت کے لئے جن لوگوں کے سینوں کو چنا انہی میں سے حضرت مولانا نور محمد تونسوی زید مجدہ بھی ہیں۔ حضرت والا کی ذات گرامی یقیناً ہمارے لئے عطیہ خداوندی ہے۔ سنت اللہ یہ ہے کہ ان جیسے لوگوں کے ذریعے عقائد اسلام کی حفاظت ہو اور دین متین جوں کا توں قیامت تک آنے والے ہر انسان کو میسر ہو۔

اہل باطل کا مقابلہ اور دفاع کرنے کے لئے ایک جماعت علماء کی ہر وقت اور ہر زمانے میں رہی اور اہل باطل کے نظریات سے عوام الناس کو مطلع کرتی رہی۔

اب بھی اہل باطل کی سرکوبی کے لئے، ان کے وساوس اور شبہات کو رد کرنے کے لئے اور حضرات علماء کرام کام کر رہے ہیں اور ان کی چالوں سے لوگوں کو اور بالخصوص اہل علم کے طبقہ کو آگاہ کر رہے ہیں چنانچہ حضرت مولانا نور محمد صاحب تونسوی مدظلہ نے بھی منکرین حیات قبر کی خوفناک چالوں کو قلم بند کیا ہے۔ ہم ان کی اس عظیم محنت کو عام کرنے کی غرض سے شائع کر رہے ہیں اللہ تعالی اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (امین)

جمال اللہ حنفی

مکتبۃ الجنید سہراب گوٹھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں

تمہید:

بندہ عاجز نے منکرین حیاتِ قبر کی متعدد کتابوں اور رسالوں کو پڑھا اور دیکھا ہے اور ان سب کی تحریروں میں جو چیز بطور قدر مشترک پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود بھی خلط مبحث میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی اس چیز کا شکار کر رہے ہیں ان لوگوں کی کوشش ہے کہ سادہ لوح عوام مسئلہ حیات قبر کے متعلق ہمیشہ اندھیرے میں رہیں اور اصل صورت حال پر پردہ پڑا رہے اور کسی کو یہ پتہ نہ چلے کہ ان لوگوں کا علماء دیو بند کثر اللہ سوادھم کے ساتھ کسی چیز اور کسی بات میں اختلاف ونزاع ہے۔ صحیح صورت حال کو چھپا کر ان لوگوں نے کئی فرضی اور جعلی وجوہات نزاع اختراع کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ اور سادہ عوام نقطہ اختلاف سے بے خبر ہیں۔ بلکہ اس عقیدہ عالیہ کو غیر اہم اور غیر ضروری قرار دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کی تحریریں، غلط بیانی، دھوکہ دہی اور تلبیسات وتحریفات کا مرقع ہیں۔ قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین کی تاویلات فاسدہ کرنے میں یہ لوگ مہارت تامہ اور ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اکابر علماء اہل سنت کی کتابوں سے اپنا من بھاتا مطلب کشید کر کے تاویل القول بما لا یرضی بہ القائل کرنا ان لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے تو ایسے حالات میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ طلبہ اور عوام کو اصل

حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔ ان کے اور علماء دیوبند کے مابین جو فروق ہیں انکو واضح کیا
جائے اور جن چالوں سے یہ لوگ عوام وخواص کو اپنے دام تزویر میں پھنساتے ہیں ان کا
پردہ چاک کیا جائے تا کہ ان لوگوں کا اصل چہرہ کھل کر سامنے آجائے اور اس طریقہ سے
مسلک اہل حق کی حفاظت کی جائے اور اہل ایمان کو گمراہی اور بے راہ روی سے بچایا
جائے۔ ان ارید الا الا صلاح و ما توفیقی الا باللہ . چنانچہ ان لوگوں کی چند
خوفناک چالیں درج ذیل ہیں، جن کے ذریعہ دھوکہ بازی کرتے ہیں۔



فہرست

چال نمبر 1

اکابر علماء اہل السنت والجماعت دیوبند کے نام پر قبضہ

منکرین حیات قبر جو اپنے آپ کو اشاعت التوحید والسنہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں درجنوں مسائل وعقائد میں علماء دیوبند سے اختلاف کر رکھا ہے۔ بندہ عاجز نے انتیس (29) مسائل اپنے ایک مضمون میں جمع کیے تھے جن میں ان لوگوں کو علماء دیوبند سے اختلاف ہے اور وہ مضمون ماہنامہ ''نصرت العلوم'' میں شائع بھی ہوا تھا۔ لیکن اتنے سارے فروق کے باوجود ان لوگوں نے علماء دیوبند کے نام پر ایسا قبضہ جما رکھا ہے کہ کہتے ہیں ''اصل دیوبندی ہیں ہی ہم'' اور علماء دیوبند کے صحیح اور سچے پیروکاروں کو دیوبندی سمجھتے ہی نہیں بلکہ ان کا نام بناسپتی دیوبندی رکھتے ہیں۔ چند اختلاف درج ذیل ہیں۔

1- علماء دیوبند رحمھم اللہ اس زمین والی قبر کو قبر سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قبر کی کارروائی اور عذاب وراحت اسی قبر میں ہوتا ہے تاہم وہ ہماری نظروں سے مستور رہتا ہے اور غیب کی چیز ہے۔ کسی چیز پر بن دیکھے ایمان لانا مومن کی شان ہے لیکن یہ انکار کرتے ہیں۔

2- علمائے دیوبند عالم قبر و برزخ میں روح اور جسد عنصری کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق مانتے ہیں جس کی کنہ (حقیقت) اللہ ہی جانتا ہے اور اسی تعلق خاص کی وجہ سے مردہ انسان جزا و سزا کو محسوس کرتا ہے، لیکن یہ انکار کرتے ہیں۔

3- وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ کو قبر شریف میں بتعلق روح حیات حاصل ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ زائرین کا سلام سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں لیکن یہ انکار کرتے ہیں۔

4- علمائے دیوبند حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر استشفاع اور بلوغ سلام کے قائل

ہیں لیکن یہ انکار کرتے ہیں۔
۵۔علمائے دیوبند بعد از وفات حضور اکرم ﷺ کی ذات اور اسی طرح دیگر صالحین کے توسل کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن یہ انکار کرتے ہیں۔
بقیہ اختلافات بندہ عاجز کے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔لیکن ظلم دیکھئے کہ اتنے سارے فروق کی موجودگی میں اپنے آپ کو مسلک علمائے دیوبند کا ترجمان کہتے ہیں اور جو اصل دیوبندی ہیں ان کو بے دخل کرنا چاہتے ہیں، کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔
اکابر کی کتابیں ان مسائل وعقائد سے بھری پڑی ہیں اور وہ عام ومتداول ہیں کہ اسی ارضی قبر میں عذاب وثواب ہوتا ہے۔قبر برزخ میں روح اور دنیا والے جسد کا تعلق ہوتا ہے۔حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر میں آپ کا جسد عنصری شریک حیات ہے آپ ﷺ قریب سے زائرین کا سلام وغیرہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔آپ ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس استشفاع اور بلوغ سلام جائز ہے۔آپ ﷺ کی ذات اقدس کا توسل جائز ہے لیکن یہ لوگ اکابر کو ان سب چیزوں کا منکر بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہم مسلک تھے اور پھر اکابر کی عبارات، سیاق وسباق کاٹ کر ایسے رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ عام قاری کو شبہ ہونے لگتا ہے کہ واقعی اکابر کا عقیدہ بھی انہیں لوگوں کی طرح انکار حیات، انکار سماع اور انکار تعلق والا تھا۔حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور اکابر پر بہتان والزام ہے وہ لوگ قطعاً ان کے ہم خیال نہ تھے لیکن بہت کم ہیں وہ جو اکابر کی کتب کے مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں اور باقاعدہ اور بالاستیعاب ان کی کتابوں کو پڑھتے ہیں ایسے لوگ تو اکابر کے عقیدہ اور مسلک کو خوب جانتے ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو تاثر دے رہے ہیں وہ اکابر کے مسلک کے خلاف بلکہ متصادم ہیں اور تاویل القول بما لا یرضی به القائل کی شرمناک مثال ہیں۔لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو تحقیق اور مطالعہ کی زحمت نہیں اٹھاتے اور ان لوگوں کی پیش کردہ نقول پر اعتماد

کر لیتے ہیں اور یوں کہنے لگ جاتے ہیں کہ ”میاں دونوں جانب اکابر ہیں۔ علمی باتیں ہیں علماء جانیں ہمیں اس میں نہ پڑنا چاہیے“ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ان لوگوں کے مخصوص نظریات ہیں کہ بزرگ بھی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ لیکن ان ناعاقبت اندیشوں نے اکابر کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی اٹھا کر ان کو متنازعہ بنا رکھا ہے۔ بلکہ ان کو بدنام کر رکھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ ان لوگوں کی ایک خطرناک چال ہے۔ جس کے ذریعہ یہ لوگ اکابر کے نام پر اپنے مخصوص نظریات کو پھیلا رہے ہیں اور اسکو تحفظ فراہم کر رہے ہیں لہٰذا بندہ عاجز اپنے ہم مسلک علماء، طلباء اور عوام وخواص سے درخواست کرتا ہے کہ اس چال میں مت آئیں بلکہ اکابر کے مسلک کا مزید مطالعہ فرمائیں تاکہ اصل حقیقت آپ کے سامنے آجائے۔

چال نمبر 2

علمائے دیوبند حضور اکرم ﷺ کی وفات کے منکر ہیں

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ اکابر علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم حضور اکرم ﷺ پر وقوع موت کا انکار کرتے ہیں اور اس پر قرآن مجید کی وہ آیات پڑھتے ہیں جن میں آپ ﷺ پر وقوع موت کی اطلاع دی گئی ہے اور تاثر دیتے ہیں کہ کہ اتنی آیات سے آپ ﷺ کی موت ثابت ہے اور قائلین حیات ان آیات کو نہیں مانتے اور پھر اس پر احادیث پڑھتے ہیں جن میں آپ ﷺ پر موت واقع ہونے کا ذکر ہے اور خاص کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا وہ خطبہ خوب بیان کرتے ہیں جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا اور بعض یوں بدگوئی کرتے ہیں کہ ”پھر تو صحابہ کرام ؓ نے بڑا ظلم کیا کہ حضور اکرم ﷺ کو معاذ اللہ زندہ درگور کر دیا اور زندہ نبی کو دفن کر دیا،

نکال کیوں نہ لیا" وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ تمام علماء دیو بند اور اولیاء دیو بند کثر اللہ جماعتھم حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر وقوع موت کے قائل ہیں کسی دیو بندی عالم نے اس کا انکار نہیں کیا۔ ان لوگوں نے یہ طوفان بدتمیزی صرف اور صرف اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے کھڑا کر رکھا ہے تاکہ سادہ لوح عوام کی ہمدردیاں حاصل کی جاسکیں کہ دیکھو جی! دیو بندی حضرات کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ پر موت نہیں آئی اور صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کو زندہ درگور کر دیا۔

اصل اختلاف تو الحیات بعد الوفات میں ہے اکابر علماء دیو بند کثر اللہ سوادھم کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ پر موت والا قانون خداوندی پورا ہوا۔ لاشک فیہ ولاریب فیہ۔ لیکن موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو جو حیات عطا فرمائی ہے اس میں دنیا والا جسد اطہر بھی شامل حیات ہے۔ البتہ ولکن لا تشعرون کے درجہ میں ہے۔ بہر حال آپ ﷺ کے جسد اطہر کو حیات ضرور حاصل ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے اور غیب کی چیز ہے۔ جس پر بن دیکھے ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ صادق و مصدوق پیغمبر نے اسکی اطلاع دی ہے کہ لیکن منکرین حیات آپ ﷺ کی حیات جسدی کا انکار کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے جسد اطہر کو حیات قبر سے محروم سمجھتے ہیں (معاذ اللہ)

چال نمبر 3

حیات برزخی اور حیات دنیوی کا چکر

منکرین حیات قبر اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے علماء دیو بند عافھم اللہ پر الزام لگاتے ہیں اور بہتان کھڑا کرتے ہیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی حیات برزخیہ کا انکار کرتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر کو حیات دنیوی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم

حیات برزخی کے قائل ہیں اور وہ حیات دنیوی کے قائل ہیں حالانکہ وجہ نزاع یہ نہیں ہے کہ کیونکہ اکابر علماء دیوبند آپ ﷺ کی حیات قبر کو حیات برزخیہ مانتے ہیں کسی دیوبندی عالم نے آپ ﷺ کی حیات برزخیہ سے انکار نہیں کیا۔ وقوع موت کے بعد آدمی خود بخود عالم برزخ میں داخل ہو جاتا ہے جیسے غروب آفتاب کے بعد ہر آدمی اپنے اپنے مقام پر موجود ہوتے ہوئے خود بخود رات میں داخل ہو جاتا ہے تو حضور اکرم ﷺ بھی عالم دنیا سے عالم برزخ میں انتقال فرما گئے ہیں لہٰذا آپ ﷺ کی یہ حیات قبر حیات برزخیہ ہے۔ قبر مبارک آپ ﷺ کے لئے ظرف مکان اور برزخ آپ ﷺ کے لئے ظرف زماں ہے۔ یہ کہنا درست ہے کہ آپ ﷺ قبر شریف میں تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ برزخ میں ہیں۔ جیسے یہ بات درست ہے کہ زید مسجد میں ہے اور زید رات میں ہے۔ کوئی عقل کا اندھا ہی کہے گا کہ دو متضاد باتیں نہ کہو۔ مسجد میں ہوگا تو رات میں نہ ہوگا اور اگر رات میں ہوگا تو مسجد میں نہ ہوگا۔ یہی حماقت ہے قبر سے برزخ کی نفی کرنے والوں کی اور جو علماء دیوبند حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر کو برزخی کے ساتھ ساتھ حیات دنیوی کہتے ہیں۔ انہوں نے متعدد بار وضاحت فرمائی ہے کہ حیات دنیوی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کی حیات برزخیہ بالکل دنیا والی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس حیات برزخیہ میں آپ ﷺ کا دنیا والا جسد اطہر شامل ہے۔ جب کہ منکرین حیات آپ ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ کی چیز نہیں سمجھتے اور نہ ہی اس کی حیات کے قائل ہیں بلکہ آپ ﷺ کے جسد اطہر کو بے حیات اور معاذ اللہ بے شعور سمجھتے ہیں۔ یہ ہے وجہ نزاع لیکن یہ لوگ بہت بڑی عیاری کے ساتھ یہ رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ جھگڑا حیات برزخی اور حیات دنیوی کا ہے۔ لہٰذا یہ بھی ایک بہت بڑی سازش اور سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ایک چال ہے جو چلی جا رہی ہے۔

چال نمبر 4

لفظ برزخ سن کر حقیقی قبر کی نفی

حیات قبر اور شعور میت کے سینکڑوں دلائل کتاب وسنت میں موجود ہیں جن پر اجماع امت ہے اور قیاس صحیح کی بھی اس کو تائید حاصل ہے لیکن علماء اسلام نے دشمنان اسلام کے ایک وسوسہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ قبر سے مراد صرف اور صرف یہ گڑھا ہی نہیں ہے بلکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اور برزخ کا لفظ اپنے وسیع تر مفہوم کے لحاظ سے قبر حقیقی سمیت مردہ انسان کے ہر مقام کو شامل ہے کیونکہ دشمنان اسلام کہتے تھے کہ جس مردہ کو کسی عارض کی وجہ سے یہ حقیقی قبر نصیب نہیں ہوتی تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا اس لئے علماء اسلام نے قبر سے مراد برزخ کہہ کر قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کر دی تاکہ وسوسہ کا قلع قمع ہو جائے۔ لیکن منکرین حیات قبر نے علمائے اسلام کے مقولہ کا غلط مطلب سمجھا بلکہ الٹا مطلب نکالا۔ یعنی علمائے اسلام نے اس حقیقی قبر کو قبر کے وسیع تر مفہوم میں شامل کیا اور انہوں نے حقیقی قبر کو قبر کے مفہوم سے خارج کر دیا۔ لہٰذا حیات قبر کی کسی بھی دلیل کو دیکھ کر یہ کہنا کہ قبر سے مراد یہ گڑھا نہیں ہے بلکہ عالم برزخ مراد ہے۔ یہ بھی ایک چال ہے جو ہمیشہ سے چلی جارہی ہے تاکہ اصل حقیقت تک طلباء کی رسائی نہ ہو۔

چال نمبر 5

قبر و برزخ میں روح اور جسد کے مابین تعلق کے ثبوت کا مطالبہ

یہ بات قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ قبر و برزخ میں روح اور جسد دونوں کو جزا اور سزا دی جاتی ہے کیونکہ نیکی میں اور برائی میں دونوں ایک دوسرے کے

شریک تھے اور دونوں کی جزاوسزا کی صحیح اور معقول صورت یہ ہے کہ یہ دونوں اپنے اپنے مقام میں رہتے ہوئے اس طریقہ سے رنج و راحت کو محسوس کرتے ہیں کہ ان کے درمیان ایک خاص قسم کا تعلق جوڑا جاتا ہے جس کی کنہ (حقیقت) صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ دونوں عذاب وثواب کا مزا چکھتے ہیں۔ جیسا کہ عالم خواب میں باوجود ان کے جدا ہونے کے ایک اکٹھا دکھ وسکھ سونے والا شخص محسوس کرتا ہے تو بندہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ہے عذاب قبر کی صحیح صورت لیکن منکرین حیات اصل حقیقت اور محکم دلائل سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ سوال شروع کر دیتے ہیں کہ تعلق کا لفظ قرآن وحدیث سے دکھاؤ۔ یقین جانیے کہ یہ بھی ان لوگوں کی ایک خطرناک چال ہے کیونکہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ لفظ تعلق ثابت نہیں۔ لیکن روح اور جسد دونوں کی جزاء و سزا میں مشارکت تو نصوص قطعیہ اور اجماع امت سے ثابت شدہ حقیقت ہے لہٰذا ان کو چاہیے کہ ان دونوں کی جزاوسزا بلا تعلق مان لیں لیکن جو چیز قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس کو بھی نہیں مانتے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد انکار کرنا ہے البتہ تعلق کے عدم ثبوت کا بہانہ بنا رکھا ہے اور واضح رہے کہ الحمدللہ یہ تعلق بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور جن دلائل سے روح اور جسد دونوں کی جزاء وسزا ثابت ہے انہیں دلائل سے تعلق بھی ثابت ہے کیونکہ ان دونوں کی جزاوسزا کی صحیح اور معقول صورت یہی ہے کہ ان کے مابین تعلق ہو۔ لہٰذا تعلق کے لئے علیحدہ دلائل طلب کرنا ایک غیر معقول بلکہ غلط سوال ہے۔ جیسا کہ قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ روح مع الجسد العنصری آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے معراج جسمانی کا بھی انکار کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے ایسی دلیل پیش کرو جس میں عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے ساتھ جسد عنصری کا لفظ بھی موجود ہو اور اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے معراج کے ساتھ لفظ جسمانی بھی موجود ہو لیکن علماء اسلام فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے جن دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ

آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے انہیں دلائل سے روح مع الجسد العنصری اٹھایا جانا بھی ثابت ہے علیحدہ دلائل کی ضرورت نہیں اور اسی طرح قرآن وحدیث کے جن دلائل سے حضور اکرم ﷺ کا معراج ثابت ہے انہیں دلائل سے آپ ﷺ کا معراج جسمانی بھی ثابت ہے بعینہ جن آیات واحادیث صحیحہ سے روح اور جسد دونوں کی جزاوسزا ثابت ہے انہیں آیات واحادیث سے تعلق بھی ثابت ہے علیحدہ دلائل کا مطالبہ کرنا ایک نامعقول بات ہے۔ بہر حال جو دلائل ان دونوں کی جزاوسزا کے ہیں وہی دلائل ان دونوں کے مابین تعلق کے ہیں خواہ مخواہ تعلق کے علیحدہ دلائل کا مطالبہ کرنا بھی ایک چال ہے تاکہ اس چال کے ذریعہ عوام سے اعتماد کا ووٹ حاصل کیا جائے کہ واقعی قائلین حیات قبر تعلق کا لفظ نہیں دکھا سکتے حالانکہ تعلق ثابت ہے کیونکہ حیات کو تعلق لازم ہے کیونکہ بغیر تعلق حیات ثانی کا تصور نہیں کیا جا سکتا جبکہ حیات برزخیہ کے وہ خود بھی اقراری ہیں۔

چال نمبر 6

جسد مثالی کے نام پر دھوکہ

الحیات بعد الوفات اتنے وزنی اور قوی دلائل سے ثابت ہے کہ اس کو منکرین حیات قبر بھی تسلیم کرتے ہیں اور اسے حیات برزخیہ کہتے ہیں اسی طرح حیات بعد الوفات میں ایک جسد کا ہونا بھی ضروری اور ثابت شدہ ہے جس کا انکار منکرین بھی نہیں کر سکتے۔ البتہ ان لوگوں کو دنیا والے جسد کے ساتھ خدائی بیر ہے اس لئے حیات بعد الوفات میں ایک اور جسد تجویز کرتے ہیں جس کا نام جسد مثالی رکھتے ہیں۔ روح کو اس نئے جسد میں داخل کر کے اس کیلئے جزاوسزا تجویز کرتے ہیں۔ بہر حال ان کے مسلک سے معلوم ہوگیا کہ الحیات بعد الوفات کے لئے جسد اور اس جسد کے ساتھ روح کا تعلق ان حضرات کی بھی

مجبوری ہے جس کے بغیر ان کا کوئی چارہ نہیں۔ خواہ وہ جسد کونسا ہو اور وہ تعلق جیسا ہو بہر حال حیات برزخیہ میں جسد اور اس کے ساتھ تعلق ضروری ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہے جسے منکرین حیات بھی مجبوراً تسلیم کرتے ہیں۔ اہل علم کو معلوم ہے کہ جسد مثالی کا قول بہت سے علماء خصوصاً صوفیاء کرام کرتے ہیں جن کی اس قسم کی عبارات یہ لوگ پیش بھی کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ اور فلاں عالم جسد مثالی کے قائل ہیں لیکن منکرین حیات قبر دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ جسد مثالی تجویز کر کے جسد عنصری سے ہر قسم کے تعلق کی نفی کر دیتے ہیں اور ہر قسم کے علاقہ کی نفی کر دیتے ہیں حالانکہ وہ تمام علماء کرام اور صوفیاء عظام جسد مثالی کے قول کے ساتھ جسد عنصری سے بھی تعلق مانتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے جسد عنصری کی جزا و سزا میں شریک سمجھتے ہیں حتی کہ وہ اہل قبر کے سماع سلام کے بھی قائل ہیں۔ لیکن منکرین ان سب باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صوفیاء کرام کے ہاں جسد مثالی اور ہے اسی لئے وہ جسد عنصری کے تعلق کے قائل ہیں اور ان کے ہاں جسد مثالی اور ہے اسی لئے یہ لوگ جسد عنصری سے تعلق کے قائل نہیں تو معلوم ہوا کہ کہ صوفیاء کے نام پر اور ان کے جسد مثالی کے نام پر دھوکہ دینے کے لئے ایک چال چلتے ہیں تا کہ عوام سمجھے کہ ان کا مسلک صوفیاء کرام والا ہے۔ نہیں نہیں، ہر گز نہیں۔ ان کا مثالی اور ہے ان کا اور ہے یہ صرف ایک چال ہے۔

چال نمبر 7

حضور اکرم ﷺ زمین میں نہیں آسمان میں اور جنت میں زندہ ہیں

جب حضور اکرم ﷺ کی قبر شریف حیات برزخیہ کا مسئلہ چلتا ہے تو منکرین حیات قبر اصل حقائق پر پردہ ڈالنے کی غرض سے ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم تو

حضور اکرم ﷺ کو قبر کے گڑھے میں اور زمین میں زندہ مانتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کو آسمانوں میں جنت میں۔ اعلیٰ علیین میں اور رفیق اعلیٰ میں زندہ مانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ نیچے مانتے ہیں اور ہم اونچا مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اپنے عقیدہ بد کو چھپانے کے لئے ایک یہ بھی چال ہے اور وہ عقیدہ بد یہ ہے کہ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے جسد اطہر کو وصف نبوت و رسالت سے موصوف نہیں سمجھتے بلکہ صرف روح اقدس کو نبی اللہ و رسول اللہ سمجھتے ہیں اسی لئے تو کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ مدینہ والی قبر میں نہیں بلکہ جنت میں ہیں حالانکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ آپ ﷺ کے جسد اطہر کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ والی قبر شریف میں رکھا۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ والی قبر میں نہیں ہیں صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ مدینہ منورہ والی قبر شریف میں موجود شخصیت کو رسول اللہ اور نبی اللہ نہیں مانتے البتہ ان لوگوں نے اپنے اس عقیدہ بد پر پردہ ڈالنے کیلئے یہ رنگین الفاظ استعمال کیے ہیں۔

باقی رہا ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم حضور اکرم ﷺ کو جنت، رفیق اعلیٰ اور آسمانوں میں زندہ مان کر ہم آپ کی اعلیٰ اور ارفع حیات کے قائل ہیں اور علماء دیوبند آپ ﷺ کو زمین میں زندہ مان کر آپ کی ادنیٰ حیات کے قائل ہیں تو یہ بھی محض لفاظی اور ایک خوفناک چال ہے کیونکہ یہ باتیں کر کے لوگوں کو تاثر دیتے ہیں کہ علماء دیوبند رحمھم اللہ حضور اکرم ﷺ کی ذات کے لئے یہ اعزاز نہیں مانتے حالانکہ علماء دیوبند آپ ﷺ کی ذات اقدس یعنی روح اور جسد کے مجموعہ کیلئے یہ سب باتیں ثابت کرتے ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں موجود ہوتے ہوئے جنت کی اور آسمانوں کی سیر و سیاحت فرماتے ہیں اور آپ کو رفیق اعلیٰ بھی حاصل ہے کیونکہ آپ ﷺ کی روح اقدس کا جسد اطہر سے تعلق ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ کی روح اور جسد دونوں کو یہ سارے اعزاز و اکرام حاصل ہیں جنت اور اس کی نعمتیں آپ ﷺ کی ذات اقدس کو حاصل ہیں ان اعزازات سے نہ آپ ﷺ کی روح محروم ہے نہ آپ کا جسد اطہر محروم ہے جیسا کہ

سوتا ہوا آدمی عالم خواب میں داخل ہوتا ہے تو اہل دنیا کی نظر میں اس کا جسد اگرچہ اپنی چارپائی پر پڑا ہوتا ہے اور جسم ہر کام سے معطل نظر آتا ہے لیکن عالم خواب میں یہی چارپائی پر پڑا ہوا جسم روح کے ہمراہ مختلف مقامات کی سیر کر رہا ہوتا ہے اور ہر قسم کے لوگوں سے مل جل رہا ہوتا ہے اور روح اپنے ہر عمل میں اس کو اپنے ہمراہ محسوس کرتی ہے۔ بعینہ اسی طرح حضور اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں محو استراحت ہوتے ہوئے اپنی روح اقدس کے ہمراہ جنت کی سیر و سیاحت کرتے ہیں اور رفیق اعلیٰ میں رہتے ہیں۔ تو علماء دیوبند حضور اکرم ﷺ کی روح اور جسد دونوں کے لئے جنت اور جنت کے نعماء ثابت کرتے ہیں اور منکرین حیات قبر آپ ﷺ کے جسد اطہر کو جنت اور جنت کی ہمہ نعمتوں سے معاذاللہ محروم سمجھتے ہیں اور سب کچھ صرف روح کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

چال نمبر 8

روح ایک دفعہ جسد سے نکل جاتی ہے تو قانون خداوندی ہے کہ وہ قیامت سے پہلے واپس نہیں آتی

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب روح ایک دفعہ بدن سے نکل جاتی ہے تو وہ پھر قیامت سے پہلے واپس نہیں آتی اور قرآن مجید کی آیت یمسک التی قضیٰ علیها الموت سے حجت پکڑتے ہیں حالانکہ یہ بھی ایک مغالطہ ہے پورے قرآن میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں ہے جس میں ہر قسم کے اعادہ روح کی نفی ہوتی ہو۔ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت اور اس مضمون کی دوسری آیات سے جو قانون خداوندی معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی جب فوت ہو جاتا ہے تو وہ بوقت موت اور بعد الموت یہ تمنا کرتا ہے کہ مجھے دنیا میں دوبارہ بھیجا جائے لیکن کسی مرنے

والے کو اس کی اجازت نہیں دی جاتی کہ دنیا میں دوبارہ واپس آجائے یہ قانون خداوندی ہے البتہ یہ بھی قرآن مجید میں ہے کہ خرق عادت کے طور پر متعدد موتی کو دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں لایا گیا۔ بہرحال قانون یہ ہے کہ کوئی مردہ عالم دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا۔ کیونکہ والبعث بعد الموت تو قیامت کے دن ہوگا۔

باقی رہا ایسا اعادہ روح فی القبر کہ مردہ اسی عالم برزخ و قبر میں رہتے ہوئے ایک خاص قسم کی حیات حاصل کر کے نکیرین کے سوالات کو سمجھے اور بدرستی ہوش وحواس ان کو جواب دے اور صحیح جواب دینے پر جزاء اور غلط جواب دینے کی صورت میں سزا پائے تو ایسے اعادہ روح کی نفی نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں بلکہ ایسا اعادہ تو قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ اور اصول شرعیہ سے ثابت شدہ حقیقت ہے جس کا آج تک کسی مسلمان نے انکار نہیں کیا۔ قرآن مجید کی وہ آیات جن سے عالم دنیا میں واپس آنے کی ممانعت موجود ہے سے ہر قسم کے اعادہ کی نفی سمجھنا بھی ایک خوفناک چال ہے۔ کیونکہ ایک خاص قسم کا اعادہ ممنوع ہے کہ مردہ دنیا والی پہلی حالت پر آجائے لہٰذا ان آیات کو اعادہ روح فی القبر سے کوئی سروکار نہیں۔

چال نمبر 9

حیات قبر کو حیات دنیا پر قیاس کر کے شبہات پیدا کرنا

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ قبر کی زندگی کو دنیا کی زندگی پر قیاس کر کے اس میں قسم قسم کے شبہات پیدا کر کے عوام الناس کو اس عقیدہ سے منحرف بنانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ بنیادی غلطی یہی ہے کہ ایک عالم کے حالات کو دوسرے عالم پر قیاس کر لیا گیا ہے۔ درحقیقت حیات دنیا عالم شہود کی حیثیت رکھتی ہے اور حیات قبر عالم غیب کی چیز ہے۔ دنیا کی زندگی، تشعرون کے درجہ میں ہے اور قبر کی زندگی، ولکن لا

تشعرون کے درجہ میں ہے۔ بہر حال قبر برزخ کا جہاں اور قسم کا ہے اس کو دنیا پر ہر گز ہر گز قیاس نہ کرنا چاہئے ورنہ آدمی ہزار ہا قسم کے شبہات ووساوس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بالآخر اس کا انکار کر کے اپنی عاقبت خراب کر بیٹھتا ہے۔ جو شخص فوت ہو گیا اہل دنیا کی نظر میں مردہ ہے اور یہ اسے مردہ کہیں گے اور اس کے ساتھ مردوں والا سارا سلوک کیا جائے گا، اس کو مردہ سمجھ کر غسل دیا جائے گا، کفن پہنایا جائے گا، جنازہ پڑھا جائے گا اور باقاعدہ قبر میں دفن کیا جائے گا اب یہ شخص عالم دنیا کے اعتبار سے مردہ ہے ضرور اس پر مردہ کا اطلاق بھی درست ہے لیکن عالم قبر و برزخ کے اعتبار سے یہ شخص زندہ ہے اس عالم میں رہتے ہوئے یہ کلام کرتا ہے دیکھئے صحیح بخاری میں ہے۔ باب کلام المیت وھو علی الجنازہ اور نکیرین کی بات کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اس عالم کی جزا و سزا کا ادراک اور احساس رکھتا ہے البتہ ان امور کو اہل دنیا نہیں دیکھتے الا بخرق العادۃ اور قبر کی حیات کو اقرب الی الاذھان کرنے کیلئے اکابر علماء اسلام نے عالم خواب کی مثال بیان فرمائی ہے۔ اہل دنیا کی نظر میں سونے والا شخص مردہ کی مانند معطل پڑا ہے لیکن یہی سونے والا شخص عالم خواب میں بہت کچھ کر رہا ہے حتی کہ بول رہا ہے، سن رہا ہے، خوشی و غمی کا ادراک کر رہا ہے بلکہ دوڑ بھی رہا ہے ادھر دیکھنے والے اسے ہر طرح سے معطل بھی دیکھ رہے ہے۔ اگر عالم قبر و برزخ کو عالم دنیا پر قیاس کرنا چھوڑ دیا جائے اور عالم خواب میں غور کیا جائے تو قبر کی زندگی کو آسانی سے سمجھا اور مانا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالی سورۃ یٰسین میں فرماتے ہیں۔

من بعثنا من مرقدنا سکتہ ھذا

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نم صالحا وغیرہ وغیرہ

چال نمبر 10

اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں تو باہر تشریف کیوں نہیں لاتے؟

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ اگر حضور اکرم ﷺ اپنی مدینہ منورہ والی قبر شریف میں زندہ تشریف فرما ہیں تو قبر سے باہر تشریف کیوں نہیں لاتے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلافات رونما ہوئے آپ ﷺ نے باہر آکر فیصلے کیوں نہیں فرمائے؟ آج بھی امت لاکھوں مسائل میں الجھی ہوئی ہے آپ ﷺ باہر تشریف لاکر تصفیہ کیوں نہیں کراتے؟ وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ یہ بھی ایک چال ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح عوام اور طلباء کو اس عقیدہ عالیہ سے دور رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ علمائے اسلام نے وضاحت فرمادی ہے کہ بے شک حضور اکرم ﷺ اپنی مدینہ منورہ والی قبر شریف میں زندہ ہیں اور دنیا والا جسد اطہر بھی شامل حیات ہے لیکن آپ ﷺ کی یہ حیات بالکل اور ہر لحاظ سے دنیا والی نہیں ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں واپس تشریف لائیں آپ ﷺ جس عالم میں ہیں اس عالم کے اعتبار سے آپ ﷺ زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کا جسد اطہر بھی اسی عالم میں ہے اور اسی قبر میں موجود ہوتے ہوئے آپ ﷺ اسی عالم میں ہیں قبل از وقت آپ ﷺ کا بعث بعد الموت نہیں ہوگا وہ تو قیامت کے دن ہوگا لہٰذا یہ سوال اور اس قسم کے سب سوالات فضول ہیں اور اصل حقائق سے دور رکھنے کی چالیں ہیں جو چلائی جارہی ہیں۔

چال نمبر 11

حیات قبر کی حدیثیں خبر واحد ہیں، عقیدہ کی بنیاد نہیں بن سکتیں

منکرین حیات قبر کی ایک چال یہ بھی ہے کہ یہ لوگ حیات قبر کی تمام احادیث کو خبر واحد کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ عقیدہ نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے اور یہ احادیث جو خبر واحد کے درجہ میں ہیں اگر چہ صحیح بھی ہوں لیکن عقیدہ کی بنیاد نہیں بن سکتیں۔ حالانکہ یہ بھی ایک خوفناک چال ہے جو عقیدہ حیات قبر کی اہمیت کو گھٹانے کیلئے چلی گئی ہے کیونکہ عقیدہ حیات قبر تو قرآن مجید کی پچاس سے زائد نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور جن احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں وہ بھی درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور اجماع امت اس پر مستزاد ہے لہٰذا ایسے پختہ اور قطعی دلائل سے ثابت ہونے والا عقیدہ کو کمزور کرنے کے لئے یہ کہنا کہ یہ تو خبر واحد سے ثابت ہے اگر چال نہیں تو پھر کیا ہے؟

وہ نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ "رحمت کائنات" "مقام حیات" "ہدایۃ الحیران" "تسکین الصدور" اور "الحیات بعد الوفات" یعنی قبر کی زندگی وغیرہ کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔ واضح رہے کہ حیات بعد الوفات کے تو خود منکرین حیات قبر بھی قائل ہیں جس کا نام حیات برزخیہ رکھتے ہیں اگر حیات قبر نص قطعی سے نہیں بلکہ خبر واحد سے ثابت ہے تو یہ لوگ حیات برزخیہ کے کیسے قائل ہوئے ہیں۔ حیات قبر یعنی حیات بعد الوفات تو بہر حال ثابت ہے البتہ علماء دیوبند اس حیات میں دنیا والے جسد کو شامل سمجھتے ہیں جبکہ منکرین اس حیات میں کوئی اور جسد تجویز کرتے ہیں نیز جب اصل عقیدہ نص قطعی سے ثابت ہو جائے تو اس کی بعض تفصیلات اگر احادیث صحیحہ سے ثابت ہو جائیں تو وہ بھی قابل قبول ہو جاتی ہیں اور یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ منکرین حیات قبر کو اس لئے حیات قبر کا منکر کہا جاتا کہ یہ لوگ قبر کی ایک صحیح اور معقول صورت کو چھوڑ کر ایک اور صورت بتاتے ہیں جبکہ علمائے اسلام و مفتیان کرام دوسری صورتوں کو الحاد اور زندقہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

چال نمبر 12

عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حدیثیں ضعیف ہیں

منکرین حیات قبر چال چلتے ہیں کہ عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بنیاد ضعیف حدیثوں پر ہے اور اس طریقہ واردات سے وہ لوگوں کو اس عقیدہ عالیہ سے بیزار کرتے ہیں حالانکہ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ، عقیدہ حیات قبر کی شاخ ہے جس کا اعتراف جماعت اشاعۃ التوحید والسنہ کے امیر مولانا محمد طیب طاہری صاحب پنج پیری نے کیا ہے دیکھئے (مسلک اکابر۔ صفحہ 11)

اصل عقیدہ حیات قبر یعنی حیات بعد الوفات بے شمار نصوص قطعیہ سے ثابت ہے یعنی ہر مردہ انسان کو اپنی قبر میں خواہ حقیقی ہو یا مجازی زندہ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا حساب و کتاب ہوتا ہے اور وہ جزا و سزا کا مزا چکھتا ہے تو یہ حیات بدرجہ اتم حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی ہے البتہ باتفاق علمائے اسلام انبیاء کرام علیہم السلام قبر کے حساب و کتاب سے مستثنیٰ ہیں انکو حیات قبر صرف اور صرف راحت و سکون پہنچانے کے لئے دی جاتی ہے باقی رہیں احادیث شریفہ تو ان سے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتیازی حیات کا ثبوت ملتا ہے۔ یعنی نفس حیات تو قرآن مجید کی نصوص سے ثابت ہے اور امتیازی شان احادیث شریفہ سے ثابت ہے اور امتیازی حیات پر دلالت کرنے والی حدیثیں درجہ تواتر کو پہنچتی ہیں۔ پھر ان کو **تلقی بالقبول** کا شرف حاصل ہے اور انہیں کو اجماع امت کی تائید بھی حاصل ہے لہٰذا حیاتِ انبیاء علیہم السلام کی احادیث کو ضعیف کہہ کر اس عقیدہ کو کمزور کرنا بھی ایک خوفناک چال ہے۔ بلکہ علماء اصول حدیث کے نزدیک جس حدیث کو **تلقی بالقبول** کا شرف حاصل ہو جائے اور اس مضمون پر اجماع امت ہو جائے تو اس کی سند کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ لہٰذا حیات انبیاء علیہم السلام کی احادیث پر فرداً رواۃ پر جرح کر کے ان کو ضعیف ثابت کرنے کی

کوشش کرنا بھی ایک خوفناک چال ہے۔

یہ بات بھی اہل علم پر مخفی نہیں کہ جو عقیدہ کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہو چکا ہے تو ایسے عقیدہ کی محض تائید میں ضعیف حدیثیں پیش کرنا علمائے اسلام کا قدیم طریقہ چلا آرہا ہے بلکہ جو عقیدہ کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور ادھر سنداً ضعیف حدیث سے بھی وہ عقیدہ ثابت ہو رہا ہے تو اصولاً یہ اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔

سنداً ضعیف حدیث کو دیکھ کر خود ثابت شدہ عقیدہ کو رد کر دینا بے اصولی ہے مثلاً عقیدہ ختم نبوت اور عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کتاب وسنت اور اجماع امت کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور ان عقائد کا منکر باتفاق علماء اسلام مرتد اور خارج از اسلام ہے اور اگر کوئی مسلمان عالم دین ان عقائد کے اثبات میں قرآن وحدیث صحیحہ کے دلائل جمع کرے اور آخر میں بطور تائید کے ایک ایسی احادیث بھی بیان کر دے جن کی اسناد میں کوئی راوی ضعیف ہے یا مجروح ہے تو یہ کوئی گناہ نہ ہوگا اور کسی مرزائی قادیانی کو یہ حق بھی نہ ہوگا کہ وہ ان حدیثوں کے راویوں پر جرح کریں اور نہ ہی ان کی جرح کا اعتبار ہوگا اور نہ ہی ضعیف حدیثوں کی وجہ سے عقیدہ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر کوئی اثر پڑے گا بلکہ عقیدہ کی صحت ان ضعیف حدیثوں کی صحت کی ضمانت ہے اور اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو یقیناً یہ اس کی ایک چال بازی ہوگی۔ جو عقیدہ صحیحہ کو کمزور کرنے کے لئے چل رہا ہے۔

چال نمبر 13

علیین وسجین کے نام پر دھوکہ

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ برزخ سے مراد علیین اور سجین ہیں جہاں روحیں رہتی ہیں اور وہاں روحوں کو اور جسد مل جاتے ہیں اور وہاں جزاوسزا کا سلسلہ جاری رہتا ہے لہذا علیین اور سجین میں سب کچھ ہوتا ہے قبروں میں کچھ بھی نہیں ہوتا نہ عذاب نہ راحت یقین جانیئے یہ بھی ایک رنگین قسم کی چال ہے جس کے ذریعہ حیات قبر کے انکار کی راہ ہموار کی جاتی ہے۔ اولاً تو اس لئے کہ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ علیین اور سجین لوگوں کے اعمال ناموں کے لئے ایک دفتر کی حیثیت رکھتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔

ان کتاب الفجار لفی سجین ○ وما ادرک ما سجین ○ کتب مرقوم ○

(سورۃ المطففین ، آیت 9,8,7)

اور یہی کچھ علیین کے بارے میں بھی اس سورت میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اعمال ناموں کا دفتر ہے بدکار لوگوں کے اعمال نامے سجین میں اور نیک لوگوں کے اعمال نامے علیین میں رکھے جاتے ہیں لہذا قرآن شریف کی تصریح کے مطابق وہ تو دفتر ہیں قرآن مجید میں ان مقامات کو جزاوسزا کا مقام نہیں بتایا گیا۔

ثانیاً اگرچہ بعض روایات میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ علیین اور سجین نیک اور بد روحوں کا مقام بھی ہیں اور ان روایات کے مطابق بعض علماء کرام نے ان کو ارواح کا مستقر قرار دیا ہے جیسے علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ صاحب روح المعانی وغیرہ علماء اسلام نے ارواح کیلئے سات مستقر بتائیں ہیں جن میں علیین وسجین بھی ہیں بہرحال ارواح کا جو بھی مستقر ہو۔ علیین یا سجین یا کوئی اور اس پر تو تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ ارواح کا اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے بھی دنیا والے جسد کے ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کی حقیقت وکیفیت اللہ تعالی ہی جانتا ہے اور اسی تعلق خاص کی وجہ سے مردہ انسان عذاب وثواب کو

محسوس کرتا ہے اور رنج و راحت کا ادراک کرتا ہے اور آج تک کسی مسلمان نے علیین و سجین کے نام پر حیات قبر یعنی عذاب و راحت قبر کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی ہوا ہے۔ لہٰذا علیین و سجین کو مستقر ارواح ٹھہرا کر حیات قبر کا انکار بھی ایک خوفناک چال ہے کیونکہ جو علماء بھی علیین و سجین کو ارواح کا ٹھکانہ کہتے ہیں وہ سارے کے سارے جسد عنصری کے ساتھ تعلق کے قائل ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے حیات قبر، عذاب قبر کے بھی قائل ہیں۔

چال نمبر 14

انبیاء و شہداء اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں قبروں میں نہیں

اللہ تعالیٰ نے شہداء کرام کی حیات قبر و برزخ کو بیان فرمایا ہے کہ:

بل احیاء عند ربھم یرزقون ○

یعنی: مقتول فی سبیل اللہ زندہ ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق دیئے جاتے ہیں۔

اس آیت کو مدنظر رکھ کے منکرین حیات قبر نے یہ چال چلنی شروع کر دی کہ شہداء کرام یہاں قبروں میں زندہ نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں۔ ان کی یہ چال ایک غلط عقیدہ پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مخصوص مکان میں رہتے ہیں۔ ارواح اس مکان کے قریب میں اور شہداء کرام کی قبریں اس مکان سے دور ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہیں اور اپنے وسیع علم کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ہیں وہ ہر چیز کے قریب ہیں۔ وہ ارواح کے بھی قریب ہیں اور شہداء کی قبور کے بھی قریب ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور قبر میں جسم اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہیں بلکہ دور ہیں خود غلط ہے اور غلط عقیدہ پر مبنی ہے۔ مقتول فی سبیل اللہ روح اور جسد کا مجموعہ ہے اور دونوں اپنے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور دونوں زندہ ہیں اور بعض علماء نے فرمایا کہ عند ربھم کا تعلق احیاء کی

ان کو اپنے رب کی طرف سے رزق

بجائے یرزقون سے ہے یعنی شہداء کرام زندہ ہیں۔ ان الدین عند اللہ الاسلام کی

ملتا ہے اور بعض علماء نے یہ بھی فرمایا کہ عند ربھم ، ان الدین عند اللہ الاسلام کی طرح ہے اور اہل علم درج ذیل آیات میں غور فرما کر بھی ان کی اس خوفناک چال کو با آسانی باطل کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

آیت نمبر 1: و کان عند اللہ وجیھا

یعنی: حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے معزز تھے۔ کیا کوئی کم فہم آدمی اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے معزز تھے لیکن یہاں ہمارے ہاں معاذ اللہ معزز نہ تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

آیت نمبر 2: فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون

یعنی اگر وہ چار گواہ نہیں لاتے تو وہ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ کون ہے جو اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کرے کہ تہمت لگانے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹے تھے۔ معاذ اللہ یہاں ہمارے پاس جھوٹے نہ تھے۔ میری سمجھ کے مطابق ایسا نتیجہ اخذ کرنے والا یقیناً اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں۔

آیت نمبر 3: عند ذی العرش مکین

تو کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ والا ہے اور یہاں ہمارے پاس مرتبہ والا نہیں ہے؟ (نعوذ باللہ)

چال نمبر 15

دو موتیں اور دو حیاتیں ہیں لہٰذا قبر کی حیات نہیں

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ حیاتیں بھی دو ہیں اور موتیں بھی دو ہیں اور اگر قبر میں حیات تسلیم کر لی جائے تو یہ تیسری زندگی ہوگی جو کہ قرآن مجید کے خلاف ہے لہٰذا حیات قبر نہیں حالانکہ قبر کی تیسری زندگی کا تذکرہ پچاس سے زائد آیات میں وارد ہوا ہے۔

باقی رہا سوال کہ قرآن مجید میں یہ کیوں فرمایا کہ دو موتیں اور دو حیاتیں ہیں تو علماء اسلام فرماتے ہیں کہ دو موتوں سے مراد دو مستقل موتیں ہیں اور دو مستقل حیاتیں ہیں اور ظاہر ہے کہ قبر کی مستقل حیات نہیں بلکہ نوع من الحیات ہے لہٰذا اس کو دنیا کی زندگی کا نتیجہ یا پھر آخرت کی زندگی کا مقدمہ بنا کر ان میں شامل کر کے صرف دو موتوں اور دو حیاتوں کا ذکر کیا گیا لہٰذا اس قسم کی آیات جن میں دو موتوں اور دو حیاتوں کا ذکر ہے ان سے حیات قبر کا انکار نہیں ہے بلکہ انہیں آیات سے حیات قبر کا اثبات ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ صحیح فہم عطا فرمائے۔

کوئی ان کج فہموں سے پوچھے کہ اگر واقعی دو حیاتیں ہیں اور تیسری نہیں ورنہ قرآن کے خلاف ہوگا تو تم خود بھی موت کے بعد اور قیامت سے پہلے حیات برزخیہ کے قائل ہو اور بقول شما تمہاری حیات برزخیہ ایک مستقل حیات ہے کیونکہ تم لوگ روح کو جسد مثالی میں داخل سمجھتے ہو تو کیا تمہاری یہ تیسری حیات قرآن مجید کے خلاف نہ ہوئی؟ عجیب چال ہے کہ تمہاری تیسری مستقل حیات تو قرآن کے خلاف نہیں بنتی اور ہماری جو نوع من الحیوۃ ہے وہ قرآن کے خلاف ٹھہرتی ہے۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟

چال نمبر 16

اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتے

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ علماء اہل سنت والجماعت کے عقیدہ حیات قبر پر خوب اعتراض بازی کرتے ہیں کہ یہ عقیدہ فلاں فلاں آیت قرآنیہ کے خلاف ہے، مسلک احناف کے خلاف ہے، علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ لیکن اپنا عقیدہ صاف اور کھلے لفظوں میں بیان نہیں کرتے بلکہ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اگر ظاہر کرنا پڑتے تو مجمل الفاظ پر گزارا کرتے ہیں اور عقیدہ کو واضح نہیں کرتے۔ مثلاً کہیں گے ہم حیات برزخیہ کے قائل ہیں، ہم حیات روحانی کے قائل ہیں، ہم جنت میں زندہ مانتے ہیں، ہم برزخ میں زندہ مانتے ہیں، ہم آسمانوں میں اور رفیق اعلیٰ میں زندہ مانتے ہیں، ہم اوپر مانتے ہیں اور اعلیٰ وارفع اور اکرم واجمل حیات مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ سب لفاظی ہی لفاظی ہے۔ ان رنگین اور مجمل الفاظ کے پردہ میں یہ لوگ دنیا والے جسد کی نفی کرتے ہیں اور اس کو حیات سے محروم کرتے ہیں لہٰذا ان سے سوال کیا جائے کہ تم اپنی حیات برزخیہ کی وضاحت کرو کس جسد کے ساتھ حیات مانتے ہو؟ دنیا والے کے ساتھ یا مثالی کے ساتھ؟ اور پھر مثالی کا لفظ قرآن سے دکھاؤ اس کی تخلیق کا ذکر قرآن مجید سے دکھاؤ جیسا کہ جسد خاکی کی تخلیق بالتفصیل قرآن مجید میں موجود ہے اور جو عقیدہ بھی رکھتے ہو اس کو کھل کر بیان کرو۔ صاف لفظوں میں بیان کرو پھر وہ آیت لکھو جس سے وہ تمہارا عقیدہ ثابت ہو، دیدہ باید! دوسروں سے نص قطعی کا مطالبہ کرنے والوں کے پاس اپنے عقیدہ کے مطابق کسی قسم کی دلیل نہیں ہے۔

چال نمبر 17

سماع موتی کے قائلین کو قرآن کا منکر گردانتے ہیں

مسئلہ سماع موتی ایک فروعی مسئلہ ہے اور عہد اول سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے دونوں جانب مشاہیر اہل علم میں اکابر علماء دیوبند تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی طرح حضور اکرم ﷺ کے سماع عندالقبر الشریف کے قائل ہیں اور دوسرے مقامات جہاں جہاں سماع احادیث میں وارد ہوا ہے اس کے بھی قائل ہیں اور بقیہ موتی کا معاملہ سپرد خدا ہے۔ چاہے تو سنوادے اور چاہے تو نہ سنوائے اسی کو سماع موتی فی الجملہ کہا جاتا ہے۔ شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کی طرح ان کے نزدیک سماع موتی کا کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ لیکن علماء دیوبند اس میں تشدد اور غلو کے قطعاً قائل نہیں ہیں۔ نہ ہی نفس سماع پر شرک وکفر کا فتویٰ لگاتے ہیں بشرطیکہ اس کے عقیدہ کا فساد شامل نہ ہو مثلاً اہل قبور ہماری سنتے ہیں اور مرادیں پوری کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی صورت میں ضرور نکیر و تردید فرماتے ہیں ورنہ صرف سلام وغیرہ کے سننے پر فتویٰ بازی نہیں کرتے۔

البتہ حضور اکرم ﷺ کے سماع کے منکر کو خارج از اہلسنت قرار دیتے ہیں کیونکہ اجماعی عقیدہ کا مسئلہ ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ ہر دو فریق ظاہر قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔ قائلین سماع موتی بھی اور منکرین بھی بلکہ ایک ہی آیت سے حجت لاتے ہیں لیکن منکرین حیات قبر سماع موتی کی تردید میں جن آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہیں ان کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ ہر آدمی یہی سمجھتا ہے کہ قائلین سماع موتی قرآن مجید کے منکر اور مخالف ہیں بلکہ کافر و مشرک ہیں۔ درحقیقت یہ بھی ایک خوفناک چال ہے کیونکہ ایک ہے قرآن پاک سے استدلال دوسرا ہے ظاہر قرآن سے استدلال علماء اسلام کا قدیم زمانہ سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ وہ اپنے اپنے موقف کی تائید میں اپنے فہم کو بروئے کار لاتے ہوئے ظاہر قرآن سے استدلال کرتے چلے آرہے ہیں لیکن ایسی صورت میں

دوسرے کو منکر قرآن یا مخالف قرآن گردانناایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ مثلاً جس عورت کا خاوند اس کو طلاق دے دے تو اسکی عدت میں امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کی عدت تین حیض ہے جبکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں اس کی عدت تین طہر ہیں اور استدلال ان حضرات کا قرآن مجید کی آیت ثلٰثة قروءٍ سے ہے کیونکہ لغت کے اعتبار سے قرء کا معنی حیض بھی ہے اور طہر بھی ہے۔ تو ایسی صورت میں حنفیوں کو حق نہیں ہے کہ وہ شافعیوں کو منکر قرآن بنائیں اور اسی طرح شافعیوں کو بھی حق نہیں ہے کہ حنفیوں کو مخالف قرآن بنائیں کیونکہ ہر دو فریق نے بفہم خویش ظاہر قرآن سے استدلال کیا ہے۔ بے شک کریں اور اپنے اپنے موقف پر قائم رہیں لیکن کسی کو منکر قرآن نہ کہیں اسی طرح کا مسئلہ ہے سماع موتی کا دونوں فریق بے شک اپنے فہم کے مطابق اپنے موقف کو تقویت اور ترجیح دینے کے لئے ظاہر قرآن سے استدلال کریں لیکن ایک دوسرے کو قرآن کا منکر اور مخالف نہ کہیں۔ اس قسم کی باتیں جواہر القرآن میں بھی موجود ہیں اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین مرحوم جو اشاعت التوحید والسنة کے اکابر میں سے ہیں لکھتے ہیں۔

جن آیات سے عدم سماع موتی پر استدلال کیا جاتا ہے وہ قطعی الثبوت تو ہیں لیکن قطعی الدلالة نہیں ہیں (تعلیم القرآن صفحہ 46 جولائی/اگست 1984ء)۔

لہٰذا آیات قرآنیہ کو ایسا رنگ دینا اور اسی طرز سے پیش کرنا کہ قائلین سماع موتی منکر قرآن نظر آنے لگیں یقیناً ایک خوفناک چال ہے کیونکہ اشاعت والوں کی کتابوں میں تصریح موجود ہے بعض صحابہؓ سماع موتی کے قائل تھے تو کیا ان صحابہ کرامؓ کو بھی منکر قرآن کہا جائے گا؟ (نعوذ باللہ)

چال نمبر 18

قرآن اور احادیث صحیحہ میں ٹکراؤ پیدا کرتے ہیں

منکرین حیات قبر کی ایک چال یہ بھی ہے کہ یہ لوگ قرآن اور احادیث صحیحہ میں تعارض اور ٹکراؤ پیدا کر کے عوام سے فیصلہ کرا لیتے ہیں کہ قرآن یوں کہتا ہے اور حدیث یوں کہتی ہے تم بتاؤ قرآن کو مانیں یا حدیث کو؟ عوام فوراً کہہ دیتی ہے قرآن کو تو احادیث صحیحہ رد کرنے کی یہ ایک خوفناک چال ہے۔ جبکہ علماء اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ظاہری تعارض کو دور کرنے کے لئے قرآن و حدیث میں تطبیق کی صورت پیدا کرتے ہیں تاکہ قرآن و حدیث اپنے موقع و محل پر محمول ہو کر دونوں قابل عمل اور قابل عقیدہ بن جائیں لیکن یہ لوگ اپنی اس چال بازی سے احادیث صحیحہ کو رد کرنے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

چال نمبر 19

قرآن و احادیث صحیحہ کی ناروا تاویل کرتے ہیں

منکرین حیات قبر نے اپنے جو مخصوص نظریات اپنا رکھے ہیں اگر کوئی آیت، حدیث، قول صحابی وغیرہ یا کسی امام، بزرگ اور عالم دین کا قول ان کے مخالف ہوتا نظر آئے تو فوراً اس کو تاویلات کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں بلکہ بعض اوقات کسی کتاب کی عبارت کا ایسا مطلب کشید کر لیتے ہیں جو مؤلف کتاب کے حاشیہ خیال میں بھی نہ گزرا ہوگا اور ایسی غلط تاویلات کرتے ہیں جو مؤلف کتاب کے عقیدہ اور نظریہ کے بھی خلاف ہوتی ہیں تاویلات بوقت ضرورت علماء اسلام بھی فرماتے ہیں لیکن ان لوگوں کی تاویلات تو خواہ مخواہ اور بلا جواز ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایسی تاویلات فاسدہ کو چال کہنا ہی موزوں اور مناسب

بندہ عاجز کا دل چاہتا ہے کہ قارئین کرام کی ظرافت طبع کے لئے ایک مثال بھی پیش کردوں تا کہ مشت نمونہ از خروارے کا کام دے۔ چنانچہ منکرین حیات قبر کے شیخ الحدیث محمد حسین نیلوی صاحب مسلم شریف میں موجود ایک حدیث جس میں وارد ہوا ہے کہ وہ ”قبر میں معذب مردوں کی چیخ و پکار بہائم جانور سنتے ہیں“ کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں بہائم سے مراد قبرستان میں چرنے والے دنیا کے جانور نہیں ہیں بلکہ برزخ یعنی علیین و سجین کے بہائم مراد ہیں۔ ان ستم ظریفوں سے کوئی پوچھے کہ کیا قرآن و حدیث میں علیین و سجین کے اندر جانوروں کے موجود ہونے کا ثبوت بھی ہے؟ اللہ تعالی نے وہاں کیا رکھے ہیں گدھے یا گھوڑے؟

چال نمبر 20

جو آیات قرآنیہ من دون اللہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مردوں پر فٹ کرتے ہیں

منکرین حیات قبر کی ایک چال یہ بھی ہے کہ وہ آیات قرآنیہ جو کہ من دون اللہ یعنی اللہ تعالی کے سوا ساری مخلوق کے حق میں نازل ہوئی ہیں خواہ زندہ ہوں یا مردہ ان کو صرف اور صرف مردوں پر چسپاں کر کے ان کی حیات قبر و برزخ کی نفی کر دیتے ہیں مثلاً اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیا وھم یخلقون O اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون O (سورۃ النحل آیت 21)

ترجمہ: از حضرت تھانویؒ: اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں اور ان کو خبر نہیں کہ مردے

کب اٹھائے جاویں گے۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر مشرکین جن کی بھی پرستش اور پکار کرتے ہیں خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں مردے ہیں یعنی موت کا محل وقوع ہیں ہمیشہ زندہ رہنے والے نہیں ہیں۔ یعنی الحی الذی لا یموت نہیں ہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اس کے لئے موت نہیں ہے اور من دون اللہ۔ الحی الذی لا یموت نہیں بن سکتے اور ان کو یہ پتہ بھی نہیں ہے کہ وہ کب قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ اس آیت میں مردوں اور زندوں سب کو اموات غیر احیاء فرمایا گیا ہے اور یہ ہے بھی حقیقت کیونکہ مردے اور زندے سب موت کے لئے محل وقوع ہیں اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کی طرح ہمیشہ زندہ رہنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ اس آیت سے قبر و برزخ کی حیات کی نفی ہرگز نہیں ہوتی۔ اگر کوئی صاحب سینہ زوری سے حیات قبر و برزخ کی نفی کرتا ہے تو اس سے زندوں کی حیات دنیوی کی بھی نفی لازم آئے گی حالانکہ وہ زندہ ہیں کیونکہ قرآن میں تو ان کو بھی اموات غیر احیاء کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں کسی قسم کی حیات کی نفی کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ من دون اللہ۔ الحی الذی لا یموت نہیں ہیں۔ اسی چیز کی نفی کرنا مقصود ہے خواہ وہ حیات دنیوی کے مراحل سے گزر رہے ہوں یا بعد الوفات حیات قبر و برزخ کے مراحل سے گزر رہے ہوں بہرحال دونوں قسم کی حیاتوں میں وہ الحی الذی لا یموت نہیں ہیں جو لوگ اپنی خانہ زاد منطق سے اس آیت میں حیات قبر کی نفی سمجھتے ہیں اسی منطق سے حیات دنیا کی بھی نفی لازم آتی ہے۔ نیز یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ منکرین حیات قبر، حیات برزخیہ کے قائل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اموات غیر احیاء۔ سے حیات قبر کی نفی تو کرتے ہو کیا اس سے حیات برزخیہ کی نفی نہیں ہوتی؟ آپ کی علیین اور سجین والی حیات۔ اعلیٰ علیین والی حیات، جنت کی حیات، روحانی حیات اور عند ربھم والی حیات اس آیت کی زد سے کیسے محفوظ رہ جاتی ہے۔

یقین جانئے جس طریقہ سے منکرین حیات اپنی مزعومہ حیات کو بچالیں گے اسی طریقہ سے بندہ عاجز قرآن وحدیث سے ثابت شدہ حیات قبر کو بھی بچالے گا انشاء اللہ العزیز۔

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ آیت من دون اللہ کسی قسم کی حیات کی نفی کے لئے نہیں اتری خواہ حیات دنیا ہو۔ خواہ حیات قبر و برزخ ہو بلکہ یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ تعالی کے سوا ساری مخلوق اللہ کی طرح، الحی الذی لا یموت نہیں ہے بلکہ وہ سب موت کے لئے محل وقوع ہیں موت واقع ہونے سے پہلے اور بعد میں جو حیات بھی انسان کو حاصل ہے یہ آیت اس حیات سے تعرض نہیں کرتی۔ معلوم ہوا اس عام آیت کو صرف مردوں پر چسپاں کر کے ان کی حیات قبر کی نفی کرنا ایک خوفناک چال ہے (اعاذنا اللہ منہ)۔

اگر کوئی منکر حیات قبر یہ سمجھتا ہے کہ مشرکین صرف مردوں کی پوجا پاٹ کرتے تھے لہذا آیت مذکورہ کا مصداق صرف مردے ہیں تو یہ بھی ایک چال ہے اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ مشرکین زندہ جنات کو پکارتے تھے اور ان سے مدد و حفاظت مانگتے تھے اور جنات جب ان کی پکار کو سنتے تھے تو ان کی سرکشی بڑھ جاتی تھی۔ مشرکین کا مشہور معبود عزیٰ نامی زندہ جنیہ تھی جس کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضور اکرم ﷺ کے حکم سے قتل کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک آسمان پر زندہ ہیں اور نصرانی ان کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور بہت سے نقلی پیر و فقیر زندہ ہیں اور لوگ ان کی پرستش کرتے ہیں معلوم ہوا قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت اموات غیر احیاء زندوں اور مردوں سب کو عام اور شامل ہے اور اسی آیت سے حیات قبر کی نفی کرنا ایک خوفناک چال ہے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

چال نمبر 21

غیر اللہ کی پکار والی آیات کو خطاب غیر اللہ پر چسپاں کرتے ہیں

قرآن مجید میں بکثرت غیر اللہ کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ پکار بھی عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ پکارنے والا جب کسی کو مدد کے لئے پکارتا ہے تو وہ اس کو مشکل کشا، حاجت روا اور نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر پکارتا ہے جبکہ نفع ونقصان کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے جو چیز اللہ تعالیٰ کا حق ہے وہ کسی غیر اللہ کو دینا یقیناً شرک ہے اور اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو پکارنے والے کو بہت بڑا گمراہ قرار دیا ہے۔ مثلاً ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ وغیرہ لیکن منکرین حیات قبر اس قسم کی آیات کو غیر اللہ کے خطاب پر چسپاں کرتے ہیں۔

مثلاً حضور اکرم ﷺ نے تعلیم دی ہے کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو ان کو کہو السلام علیکم یا اھل القبور یقیناً یہ خطاب میت ہے اسی طرح صحابہؓ جب حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرتے تھے تو کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ تو یہ سلام بصیغہ خطاب مسلمان کا حق ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔ یہ غیر اللہ کی پکار نہیں بلکہ غیر اللہ کو خطاب ہے کیونکہ خطاب کرنے والے کا عقیدہ فاسد نہیں ہے وہ مدد مانگنے کے لئے نہیں بلکہ سلام کرنے کے لئے خطاب کر رہا ہے۔ موحد اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم سے مردہ بلکہ قیمہ شدہ پرندوں کو بھی خطاب کیا تھا ثم ادع ھن معلوم ہوا کہ غیر اللہ کی پکار اور غیر اللہ کے خطاب میں زمین وآسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔

لہٰذا غیر اللہ کی پکار والی آیات کو خطاب میت وغیرہ پر فٹ کرنا بھی ایک خوفناک چال ہے۔

چال نمبر 22

موت کا معنی بیان کرنے میں یہ تاثر دینا کہ وہ عدمِ محض کا نام ہے

منکرین حیات قبر موت کے معنی بیان کرنے میں ایسا رنگ اختیار کرتے رہیں کہ عام آدمی موت کو عدم محض سمجھنے لگتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ موت عدم محض کو نہیں کہتے اور یہ تاثر بھی غلط ہے کہ موت کے بعد آدمی گل سڑ کر ختم اور محروم ہو جاتا ہے۔ایسا مطلب تو مشرکین مکہ لیا کرتے تھے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے خلق الموت والحیوۃ.
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت ایک وجودی چیز ہے کیونکہ حیات کی طرح وہ بھی اللہ تعالی کی مخلوق ہے۔البتہ وقوع موت کے بعد آدمی عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ پورا انسان یعنی روح اور جسد کا مجموعہ عالم برزخ کی چیز یں بن جاتے ہیں۔لہٰذا موت کو عدم محض گردانا بھی ایک چال ہے اور جسد کو برزخ کی چیز سمجھنا بھی ایک خوفناک چال ہے۔

چال نمبر 23

موت کے بعد روحانی حیات ہے لہٰذا جسمانی نہیں

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ موت کے بعد حیات روحانی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حیات میں جسد شامل نہیں ہے حالانکہ یہ بھی مغالطہ آمیز چال ہے۔
یہ بات تو درست ہے کہ بعض علماء نے حیات بعد الوفات کو حیات روحانی یا روح کی حیات سے تعبیر کیا ہے لیکن انہوں نے اس تعبیر سے جسم کی نفی نہیں کی بلکہ وہ علماء اس تعبیر کے باوجود روح اور جسد کے تعلق کے قائل ہیں اور دونوں کی حیات کے بھی قائل ہیں۔
یعنی وہ دنیا والے جسد کو بھی شامل حیات اور شامل جزاو سزا سمجھتے ہیں لہٰذا روح اور روحانی

کے لفظ کو دیکھ کر جسد کی نفی کر دینا خود ان علماء کے نظریہ کے خلاف ہے اور تاویل القول بما لا یرضی بہ القائل کا مصداق ہے اسی لئے بندہ عاجز نے اس کا نام چال رکھا ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ بعض علماء اس کو حیات روح اور حیات روحانی کیوں کہتے ہیں؟ تو وجہ اس کی یہ ہے کہ عالم دنیا اور عالم قبر و برزخ میں روح جسد کے تعلقات کی کیفیات اور احکام مختلف ہیں۔ عالم دنیا میں صورت یہ ہے کہ جسم ظاہر ہے اور روح مخفی اور پوشیدہ ہے۔ اس عالم میں انسان پر دکھ سکھ کے جو حالات طاری ہوتے ہیں وہ براہ راست جسم پر وارد ہوتے ہیں اور روح تبعاً اس سے متاثر ہوتی ہے۔ مثلاً چوٹ جسم پر پڑتی ہے بالتبع تکلیف روح کو بھی ہوتی ہے لیکن عالم قبر و برزخ میں معاملہ اس کے برعکس ہے وہاں روح نمایاں اور اصل قرار پاتی ہے اور جسد عموماً مخفی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ وہاں براہ راست دکھ سکھ روح کو پہنچتا ہے اور جسم تبعاً متاثر ہوتا ہے۔ تکلیف براہ راست روح کو پہنچتی ہے اور روح کے واسطہ سے جسم کو بھی دکھ سکھ کا احساس ہوتا ہے۔ اسی اصل اور تبعیت کی وجہ سے حیات دنیا کو حیات جسمانی اور مادی زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قبر و برزخ کی زندگی کو حیات روح اور حیات روحانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس طرح حیات جسمانی کہنے سے روح کے متاثر ہونے کی نفی بھی نہیں ہوتی اسی طرح حیات روحانی کہنے سے جسم کے متاثر ہونے کی بھی نفی نہیں ہوتی دیکھئے۔

(کتاب الروح لابن قیم صفحہ 89، احکام القرآن للتھانوی، جلد 4، صفحہ 99)

یہی بات حضرت مولانا محمد منظور نعمانی لکھنویؒ نے بھی بڑی تفصیل سے بیان فرمائی ہے اس لئے ان کا ایک طویل اقتباس پیش خدمت ہے انشاء اللہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔ فرماتے ہیں۔

"انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک جسم جو ظاہر ہے اور نظر آتا ہے دوسری روح جو اگرچہ آنکھوں سے نظر نہیں آتی لیکن اس کے ہونے کا ہم سب کو یقین ہے پھر انسان کے

ان دونوں جزوں کا باہمی تعلق اس دنیا میں اس طرح ہے کہ تکلیف و مصیبت یا راحت کی جو کیفیت یہاں آتی ہے وہ براہ راست جسم پر آتی ہے روح اس سے تبعاً متاثر ہوتی ہے مثلاً انسان کو چوٹ لگتی ہے وہ زخمی ہوتا ہے یا مثلاً وہ کہیں آگ سے جل جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ چوٹ اور آگ کا تعلق براہ راست اس کے جسم سے ہوتا ہے لیکن اس کے اثر سے روح کو بھی دکھ ہوتا ہے اسی طرح کھانے پینے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ بھی براہ راست جسم ہی کو حاصل ہوتی ہے لیکن روح بھی اس سے لذت حاصل کرتی ہے الغرض اس دنیا میں انسان کے وجود اور اس کے حالات میں گویا جسم اصل ہے اور روح اس کے تابع ہے لیکن قرآن وحدیث میں عالم برزخ کے متعلق جو کچھ بتلایا گیا ہے اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں معاملہ اس کے برعکس ہوگا لیکن اُس عالم میں جس پر جو اچھی بری واردات ہوگی براہ راست اس کی روح ہوگی اور جسم اس سے تبعاً متاثر ہوگا (اللہ تعالیٰ نے شاید اسی لئے کہ اس حقیقت کو سمجھنا ہمارے لئے آسان ہو جائے) اس دنیا میں بھی اس کا ایک نمونہ پیدا کر دیا ہے اور عالم رویا یعنی خواب ہے عقل وہوش رکھنے والا ہر انسان اپنی زندگی میں بار بار ایسے خواب دیکھتا ہے جن سے اس کو بڑی لذت ملتی ہے یا بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن خواب میں یہ لذت یا تکلیف براہ راست روح کے لئے ہوتی ہے اور جسم تبعاً اس سے متاثر ہوتا ہے یعنی خواب میں آدمی مثلاً جب یہ دیکھتا ہے کہ وہ کوئی لذیذ کھانا کھا رہا ہے تو صرف یہ نہیں دیکھتا کہ میری روح کھا رہی ہے یا خیالی قوت ہی کھا رہی ہے بلکہ اس وہ یہی دیکھتا ہے کہ بیداری کی طرح وہ اپنے اس جسم والے منہ سے کھا رہا ہے جس سے روزانہ کھایا کرتا ہے۔ اسی طرح خواب میں اگر وہ یہ دیکھتا ہے کہ کسی انسان نے اس کو مارا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کی روح کو مارا گیا بلکہ وہ اس وقت یہی دیکھتا ہے کہ مار اس کے جسم پر پڑی اور اس کے جسم پر اس وقت ویسی ہی چوٹ لگی جیسی بیداری میں مار پڑنے سے لگتی ہے۔

حالانکہ واقعہ میں جو کچھ گزرتا ہے وہ خواب میں دراصل روح پر گزرتا ہے اور جسم اس سے

کبھی کبھی جسم کا یہ تاثر اتنا محسوس ہو جاتا ہے کہ آدمی بیدار ہونے کے بعد جسم پر اس کے نشانات اور تاثرات پاتا ہے۔ الغرض نیند کی حالت میں اچھے یا برے خواب دیکھنے والے شخص پر جو کچھ گزرتا ہے نوعیت یہی ہے کہ وہ براہ راست اور اصلی طور پر روح پر گزرتا ہے اور جسم پر اس کا اثر تبعاً ہوتا ہے البتہ پڑتا ہے اسی لئے خواب دیکھنے والے کے قریب والا آدمی بھی اس کے جسم پر کوئی واردات گزرتے نہیں دیکھتا کیونکہ ہم اس دنیا میں کسی انسان کے ان ہی حالات کو دیکھ سکتے ہیں جن کا تعلق براہ راست اس کے جسم سے ہو۔ پس عالم برزخ میں جس کی بعض تفصیلات آگے آنے والی حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں اس کی نوعیت بھی یہی ہے کہ وہ اصلی طور پر اور براہ راست روح پر گزرے گا اور جسم اس میں تبعاً شریک ہوگا اور عالم رویا (خواب) کی تجربات کی روشنی میں اس کو سمجھ لینا کسی سمجھنے والے آدمی کے لئے مشکل نہیں ہے۔ امید ہے کہ اس دنیا اور عالم برزخ کے اس فرق کو جان لینے کے بعد وہ عامیانہ اور جاہلانہ شبہے اور وسوسے پیدا نہ ہوں گے جو کہ سوال وجواب اور عذاب وثواب کی حدیثوں کے متعلق بعض ضعیف الایمان اور کم عقل لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔

(معارف الحدیث، جلد 1، صفحہ 188)۔

بندہ عاجز کو یقین ہے کہ جو بھی منصف مزاج آدمی حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی یہ ایمان افروز تحریر پڑھے گا وہ حیات قبر کی حقیقت کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ معلوم ہوا حیات روحانی کے قائلین بھی جسم کی نفی نہیں کرتے بلکہ جسم کو تبعاً شامل سمجھتے ہیں۔ نیز یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ حیات روح یا روحانی حیات کہنے سے جسم کی حیات کی نفی ہو جاتی ہے تو منکرین حیات قبر بھی تو جسم مثالی کے قائل ہیں اور اس کو روح کے ہمراہ شامل حیات کہتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ روح اور روحانی کہنے سے ان کے جسد مثالی کی نفی ہوگی یا نہ؟ اگر جسم مثالی کی نفی ہوگی تو خود ان کا اپنا عقیدہ ٹوٹے گا اور اگر نہیں تو کیسے؟ پھر تو جسد عنصری کی بھی نفی نہ ہوگی۔

چال نمبر 24

حیات قبر کو عقل کی میزان میں رکھ کر تولنے لگ جاتے ہیں

منکرین حیات قبر، قبر کی زندگی کو عقل کے ترازو میں رکھ کر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب قبر کی زندگی ان کے عقل میں نہیں آتی تو انکار کر دیتے ہیں اور اس میں قسم قسم کے عقلی شبہات پیدا کرتے ہیں حالانکہ قبر کی زندگی کی کیفیات، حالات اور کارروائیاں دائرہ عقل سے ماورئی ہیں۔ جیسے معجزات، کرامات، کراما کاتبین، وزن اعمال اور معراج النبی ﷺ وغیرہ اگر کوئی شخص ان امور کو دائرہ عقل میں لانے کی کوشش کرے گا تو یقیناً سوچتے سوچتے بالاخر انکار ہی کر بیٹھے گا۔ لہذا قبر و برزخ کے حقائق کو خود عقل کے ترازو میں رکھنا ہی غلط ہے کیونکہ یہ معاملہ غیب کا ہے اس پر بن دیکھے اور بغیر سوچ اللہ اور اس کے رسولؐ کی باتوں پر آمنا و صدقنا کہنا ایک مسلمان کی شان اور سلامتی کی راہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی یہ باتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بھی تو آئی تھیں اور انہوں نے بے چوں و چرا تصدیق کر دی کسی قسم کے عقلی شبہات پیدا نہیں کئے۔ تو معلوم ہوا کہ حیات قبر کو عقل کی میزان میں تولنا بھی ایک خطرناک اور خوفناک چال ہے۔

چال نمبر 25

کتاب مصنف کی طرف غلط منسوب ہے

اگر کسی کتاب میں عقیدہ حیات قبر بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے اور ان کے پاس اس کا جواب نہیں ہے تو گلو خلاصی کیلئے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اس کتاب کی نسبت مولف کی طرف غلط ہے یہ ان کی تصنیف نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض غلط فرقے

ایسا کر دیتے ہیں لیکن علماء اسلام نے تحقیق اور دلائل کے ساتھ ایسی جعلسازی کا پردہ چاک بھی کر دیا ہے لیکن بلا دلیل اور بے تحقیق صرف اس لئے یہ دعویٰ کر دینا کہ یہ کتاب ہمارے نظریہ کے خلاف ہے لہٰذا یہ غلط طور پر مولف کی طرف منسوب ہو گئی ہے۔ یقیناً یہ بھی ایک خوفناک چال ہے جس کے ذریعے جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

چال نمبر 26

کتب اسلام میں مسئلہ حیات وسماع باغیوں کی تدسیس ہے

منکرین حیات قبر کی ایک چال یہ بھی ہے کہ کتب اسلام میں باغیوں نے تدسیس کی ہے یعنی انہوں نے از خود یہ عقیدہ مسلمانوں کی کتابوں میں درج کر دیا ہے۔ لہٰذا جس کتاب میں بھی یہ عقیدہ پایا جاتا ہے وہ ان باغیوں کی تدسیس اور ان کا ادراج ہے۔ یہ چال اس لئے چلی جاتی ہے تاکہ عقیدہ حیات قبر کی اہمیت کو گھٹایا جائے بلکہ سادہ لوح عوام اور طلباء کو اس عقیدہ سے بیزار کیا جائے۔ درحقیقت یہ ایک خوفناک چال ہے کیونکہ عقیدہ حیات قبر علماء اسلام کی اکثر و بیشتر کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور ہر دور کے علماء نے اس عقیدہ کو بڑی صفائی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ باغیان دین اسلام ہر دور کے علماء کی کتابوں میں گھس گئے ہوں اور ہر کتاب میں گھس کر اور ایک غلط نظریہ ہر کتاب میں درج کر دیا ہو اور کسی عالم دین کو اس دسیسہ کاری کا علم بھی نہ ہوا ہو۔ ہاں کسی ایک آدھ کتاب کی بات ہوتی تو اس پر سوچ و بچار کی جاتی اور تحقیق کی جاتی کہ آیا یہ تدسیس ہے یا نہیں؟ لیکن بلا تحقیق اور بغیر ثبوت کے اتنا بڑا دعویٰ کر دینا تو ایسی بات ہے کہ کوئی مسلمان اس دعویٰ کو سچا نہیں سمجھ سکتا۔ پھر جس بات کو تدسیس قرار دیا جا رہا ہے وہ تو قرآن و حدیث سے ثابت شدہ حقیقت ہے کیا توبہ نعوذ باللہ باغیان اسلام قرآن و حدیث میں بھی گھس گئے تھے؟ علماء

اسلام نے تو اپنی تالیفات میں قرآن وحدیث کی تشریح وتفصیل پیش کی ہے اصل مسئلہ تو قرآن وحدیث کا ہے معلوم ہوا یہ دعویٰ تدسیس بھی ایک مکروہ چال ہے کوئی ان تدسیس کے دعویدار سے پوچھے کہ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ مسئلہ ختم نبوت کتب اسلام میں تدسیس ہے یا مسئلہ خلافت خلفاء ثلاثہ کتب اسلام میں تدسیس ہے۔ بتاؤ کیا جواب دو گے نیز اگر کوئی ان سے پوچھے کہ تمہارا مزعومہ جسد مثالی اور تمہاری مزعومہ حیات برزخیہ بھی ان یار لوگوں کی تدسیس ہے تو کیا جواب دیں گے؟ معلوم ہوا کہ خواہ مخواہ بلا دلیل وبلا ثبوت صرف اور صرف جان چھڑانے کیلئے دعویٰ کرنا ایک خوفناک چال ہی ہے۔

چال نمبر 27

اپنی مزعومہ حیات کو قیاس کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں

منکرین حیات قبر دوسروں سے تو ہر بات میں قرآن وحدیث کا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ قرآن وحدیث کی نص قطعی کا مطالبہ کرتے اور بڑے دھڑلے سے کرتے ہیں لیکن اپنی مزعومہ حیات برزخیہ کو قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ کی بجائے قیاس وعقل سے ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً حضور اکرم ﷺ کا سفر معراج بڑی بسط وتفصیل کے ساتھ کتب حدیث، تفسیر اور کتب سیر میں مذکور ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے بیت المقدس کی مسجد میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات فرمائی اور ان کو نماز پڑھائی پھر آسمانوں پر بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی باقی رہا یہ سوال کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کس طرح ہوئی جسد عنصری کے ساتھ یا جسد مثالی کے ساتھ؟ تو حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنی مشہور کتاب سیرت المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ:

”حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ کو حرام کیا

ہے زمین ان کے جسموں کو کھا نہیں سکتی اس لئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کا اصل مستقر تو ان کی قبور ہیں اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انبیاء کرام علیہم السلام کو بیت المقدس اور آسمانوں میں دیکھنا اس سے یا تو ان کی ارواح مبارکہ کو دیکھنا مراد یا مع اجسام عنصریہ کے دیکھنا مراد ہے کہ حضور ﷺ کے اعزاز واکرام کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مع اجسام عنصریہ کے مسجد اقصیٰ اور آسمانوں میں مدعو کیا گیا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اجسام اصلیہ تو قبور میں رہے اور اللہ نے ان کی ارواح کو اجسام مثالیہ کے ساتھ متمثل کر کے آپ ﷺ کی ملاقات کے لئے جمع کیا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو آسمان پر جسد اصلی کے ساتھ دیکھا کیونکہ وہ اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور علی ہذا حضرت ادریس علیہ السلام کو بھی جسم اصلی کے ساتھ دیکھا کہ وہ بھی زندہ اٹھائے گئے (فتح الباری، صفحہ 162، جلد 7، سطر 15، فتح الباری صفحہ 164، جلد 9، زرقانی شرح مواھب صفحہ 72، جلد 6، صفحہ 73م جلد 6، ورسالہ الحافظ السیوطی فی قصۃ الاسراء صفحہ 41، سیرت المصطفیٰ جلد 1، صفحہ 244) مولانا کاندھلویؒ کے پیش کردہ اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء اسلام کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کے اعزاز واکرام میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بنفس نفیس یعنی مع اجساد عنصریہ تشریف لائے جیسا کہ خود حضور اکرم ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً جسد عنصری کے ساتھ تھے اور جن بعض علماء نے سفر معراج کے موقع پر جسد مثالی کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کا تشریف لانا لکھا ہے وہ بھی منکرین حیات قبر کو قطعاً مفید نہیں ہے۔

اولاً اس لئے کہ یہ ان کا نرا قیاس ہے انہوں نے حیات برزخیہ کو سفر معراج پر قیاس کر لیا ہے حالانکہ وہ ہمیشہ سے یہی گردان رٹتے چلے آرہے ہیں کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے خبر واحد بھی معتبر نہیں اس کے لئے تو نص قطعی چاہئے حیرت کا مقام ہے کہ جو لوگ عقیدہ کے معاملہ میں خبر واحد رد کر دیتے ہیں یہاں قیاس محض پر کیسے گزارا کر لیتے ہیں؟ شاید

کوئی مجبوری درپیش ہوگی۔ عوامی مقولہ ہے ''مجبوری کا نام شکریہ'' معلوم ہوا کہ محض قیاس آرائی سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ لہٰذا نص قطعی درکار ہے جس سے ثابت ہو کہ حیات برزخیہ میں جسد مثالی شامل ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ جسد عنصری کی نفی بھی نص قطعی میں موجود ہو اور جسد مثالی کا لفظ بھی نص قطعی میں موجود ہو۔ تب عقیدہ ثابت ہوگا جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو نص قطعی کا مطالبہ کرنے والو تمہارا قیاس کس کام کا ہے؟

ثانیاً: اس لئے کہ جو علماء سفر معراج اور حیات برزخیہ میں جسد مثالی کا قول کرتے ہیں ان کا مثالی اور قسم کا ہے اور ان کا مثالی اور قسم کا ہے ادوار سابقہ کے علماء کے نزدیک جسد مثالی کسی خاص قسم کے مادہ سے تیار نہیں ہوتا بلکہ اس حیثیت ظل اور عکس کی سی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جسد مثالی کے قائل ہونے کے باوجود بھی جسد عنصری سے روح کے تعلق کو تسلیم کرتے ہیں حتی کہ اسی تعلق کی وجہ سے عند القبر سماع سلام وغیرہ کے قائل ہیں۔ جبکہ منکرین حیات قبر کے نزدیک ایک جسد مثالی کسی خاص قسم کے مادہ سے تیار ہوتا ہے اور روح کا باقاعدہ اس میں حلول و دخول ہوتا ہے گویا کہ وہ ایک مستقل جسم ہے یہی وجہ ہے کہ یہ ایک ایسے جسد مثالی کی تجویز کی وجہ سے روح کا جسد عنصری سے تعلق تسلیم نہیں کر سکتے ہیں تو معلوم ہوا کہ علماء سابقین کے جسد مثالی سے ان کا مثالی مختلف ہے اور یہ فرق تو ایک طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ علماء سابقین مثالی کی تجویز کے باوجود عنصری سے تعلق مانتے ہیں اور منکرین مثالی کی تجویز کے بعد عنصری سے تعلق کا انکار کرتے ہیں لہٰذا منکرین حیات کا نہ تو جسد مثالی پر قیاس صحیح ہے اور نہ ہی علماء سابقین کے تجویز کردہ جسد مثالی کا ناجائز استعمال صحیح ہے۔ بہر حال یہ سب چالیں ہیں جو عوام الناس اور سادہ لوح طلباء کو دھوکہ دینے اور اندھیرے میں رکھنے کے لئے چلائی جا رہی ہیں۔

چال نمبر 28

عقیدہ حیات قبر کے متعلق ایسی جزئیات کا سوال کرتے ہیں جو بتائی نہیں گئیں

منکرین حیات قبر کی ایک چال یہ بھی ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند سے عقیدہ حیات قبر کے متعلق ایسی جزئیات کا سوال کرتے ہیں جو قرآن وحدیث میں بیان نہیں کی گئیں ظاہر ہے کہ جب کسی عالم دین سے غیب کی ایسی بات پوچھی جائے جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہمیں نہیں بتائی تو وہ لاعلمی کا اظہار کر کے خاموش ہو جائے گا۔ تو منکرین حیات قبر کو موقع ہاتھ آجائے گا اور کہتے پھریں گے کہ دیکھو جی دیوبندیوں کا کتنا بڑا عالم ہے لیکن سوال کا جواب نہیں دے سکا حالانکہ وہ سوال ہی ایسا تھا کہ جس کا جواب قرآن وحدیث میں موجود نہ تھا چونکہ حیات قبر غیب کی چیز ہے اس کی جتنی تفصیل قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو باتیں قرآن وحدیث میں نہیں بتائی گئیں وہ سپرد خدا کرنی چاہیے۔ یہی سلامتی کا راستہ ہے پل صراط، دوزخ، بہشت، قیامت وغیرہ کی جو تفصیلات قرآن وحدیث میں آگئیں ہیں وہ سب تسلیم کر لینی چاہئیں اور جو باتیں قرآن وحدیث میں نہیں آئیں اس کا سوال کرنا ہی غلط ہے۔ لیکن یہ لوگ اس قسم کے سوالات کرتے ہیں اپنی جماعت کے سامنے سرخروئی اور بڑائی جتانا چاہتے ہیں میرا بھی ایک مشورہ اپنے طلباء بھائیوں کی خدمت میں یہ ہے کہ لوگ جب حیات قبر کے عقیدہ پر کوئی شبہ اور سوال کریں تو وہی ان کی مزعومہ حیات برزخیہ پر کیا جائے۔ انشاء اللہ دماغ درست ہو جائے گا۔

چال نمبر 29

اگر قبر میں حیات مانی جائے تو اللہ تعالیٰ کی صفت الحی القیوم میں شرک لازم آتا ہے

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ اگر قبر میں حیات مان لی جائے تو شرک لازم آتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام الحی یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والا بھی ہے جسے موت کبھی بھی نہ آئے اب اگر قبر میں مردہ کو زندہ تسلیم کر لیا جائے تو یہ نعوذ باللہ شرک لازم آئے گا کہ اللہ بھی زندہ اور مردہ بھی زندہ اور یہی تو شرک ہے۔ لہٰذا قبر میں کسی قسم کی حیات اور زندگی نہیں ہے ورنہ شرک کی خرابی لازم آئے گی۔

دوستو! یہ بھی ایک خطرناک چال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ الحی ہے کہ اس کو قطعاً موت نہیں ہے نہ آئی ہے نہ آنی ہے۔ قبر میں جو حیات ہے وہ تو بعد الوفات ہے اور یہ شرک تب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی حیات بھی بعد الوفات ہوتی حالانکہ ایسا نہیں لہٰذا جو مر کر زندہ ہوا وہ کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفت الحی میں شریک نہیں بن سکتا۔ اسی طرح قیامت کے دن جو مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے شریک نہ ہونگے کیونکہ وہ بھی مر کر زندہ ہوئے اسی طرح عالم دنیا میں جو لوگ بھی زندہ ہیں وہ بھی باوجود زندہ ہونے کے اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے بالآخر مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے تو موت ہے ہی نہیں لہٰذا صرف زندہ کا لفظ سن کر شرک کا فتویٰ لگانا بھی ایک چال ہے۔ بندہ عاجز ان منکرین سے پوچھنا چاہتا ہے کہ اگر حیات قبر سے شرک لازم آتا ہے تو بتاؤ تمہاری حیات برزخیہ سے شرک کیوں لازم نہیں آتا؟ پھر تو تمہیں چاہیے کہ شرک فی الحیات سے بچنے کے لئے برزخیہ سے بھی انکار کر دو تاکہ تمہارا عقیدہ شرک کی لعنت سے مبرا ہو جائے۔

چال نمبر 30

حضور اکرم ﷺ کے سماع عند القبر الشریف سے شرک فی السماع لازم آتا ہے

حضور اکرم ﷺ کا سماع عند القبر الشریف کتاب وسنت سے ثابت شدہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اسی پر اجماع امت ہے۔ ہر دور کے علماء اسلام بلا نکیر وبلا تردید اس عقیدہ کو نقل کرتے چلے آرہے ہیں آج تک کسی مسلمان عالم دین نے اس کا انکار نہیں کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب دامت برکاتہم نے اپنی مایہ ناز تصنیف تسکین الصدور میں منکرین حیات کو چیلنج دیا ہے کہ پوری اسلامی تاریخ میں سے کسی ایک عالم دین کا نام پیش کیا جائے جس نے حضور اکرم ﷺ کے سماع عند القبر الشریف کا انکار کیا ہو۔ یا روح اقدس اور جسد عنصری کے تعلق کا انکار کیا ہو۔ پھر حضرت شیخ الحدیث صاحب نے دعویٰ بھی کیا ہے کہ کوئی شخص قیامت تک اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکتا تو میں عرض کر رہا تھا کہ خاص کر آپ ﷺ کا سماع عند القبر الشریف اجماعی عقیدہ ہے لیکن منکرین حیات قبر اس اجماعی عقیدہ سے منحرف ہو چکے ہیں اور الٹا قائلین سماع النبی ﷺ کو مشرک بنانا شروع کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر حضور ﷺ کے سماع کو تسلیم کر لیا جائے تو شرک لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی سمیع ذات ہے اور حضور اکرم ﷺ بھی قبر میں سمیع بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کی صفت سمع بھی آپ ﷺ کے شریک ٹھہریں گے لہٰذا آپ ﷺ کے سماع کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ در حقیقت یہ بھی ایک خطرناک چال ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وجعلناہ سمیعا بصیرا

یعنی ہم نے حضرت انسان کو سمیع وبصیر یعنی سننے اور دیکھنے والا بنایا

کیا قرآن مجید میں یہ شرک لکھا گیا ہے؟ دنیا میں جتنے لوگ موجود ہیں کیا وہ ایک دوسرے کی بات نہیں سنتے؟ اگر سنتے ہیں تو کیا یہ شرک ہو رہا ہے۔ قبر میں مردہ نکیرین

کے سوال کو سنتا ہے کیا یہ بھی شرک ہے۔ یہی منکرین حیات قبر، حیات برزخیہ میں حضور اکرم ﷺ کے سماع کے قائل ہیں کیا یہ بھی شرک ہوگا۔ اشاعت التوحید والسنۃ والے حضور اکرم ﷺ کے سماع روحانی کے قائل ہیں تو کیا سماع روحانی بھی شرک ہوگا؟ اصل بات یہ ہے کہ ایسا سماع قطعاً شرک نہیں دنیا کے زندوں کا۔ قبرو برزخ کے زندوں کا اور قیامت و آخرت کے زندوں کا سماع محدود ہے اور آلات کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کا محتاج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا سماع لامحدود ہے اور وہ اپنے کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں ہے ہاں اگر کوئی شخص کسی زندہ یا مردہ کا سماع بالکل اللہ تعالیٰ کے سماع جیسا سمجھتا ہے تو یہ یقیناً شرک ہے لیکن علماء اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم حضور اکرم ﷺ کے عام تام سماع کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی وہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرح سمیع سمجھتے ہیں۔ وہ تو آپ ﷺ کے سماع عند القبر الشریف کے قائل ہیں معلوم ہوا کہ جو شرک ہے علماء اسلام اس کے قائل نہیں اور جس کے قائل ہیں وہ شرک نہیں لہٰذا جو چیز شرک نہیں اس کو شرک کہنا بھی ایک چال ہے تاکہ سادہ لوح عوام کو اس اجماعی عقیدہ سے بیزار کیا جائے۔

چال نمبر 31

درود شریف اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچتا ہے حضور اکرم ﷺ کے پاس نہیں جاتا

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ پر پڑھا جانے والا درود شریف اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچتا ہے اور دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

الیہ یصعد الکلم الطیب

یعنی پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کی طرف جاتے ہیں

اور وہ بھی کہتے ہیں کہ درود شریف جو پڑھا جاتا ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست کی ہے کہ اے اللہ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما۔ مثلاً اللھم

صل علی محمد الخ۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر پیش نہیں کیا جاتا۔ اس میں شک نہیں کہ بموجب آیت مذکورہ بالا درود شریف دوسرے پاکیزہ کلمات کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے وہاں سے شرف قبولیت حاصل کرکے حضور اکرم ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے سے حضور اکرم ﷺ پر پیش ہونے کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ ان دونوں میں کسی قسم کی تنافی اور تضاد نہیں ہے۔ جب کہ احادیث صحیحہ کثیرہ سے آپ ﷺ پر درود شریف پیش ہونا ثابت ہے لہٰذا الیہ یصعد الکلم الطیب اور اللھم صل علی محمد الخ سے آپ ﷺ پر پیش ہونے کی نفی کرنا بھی ایک چال ہے۔ درحقیقت درود شریف دربار خداوندی سے شرف قبولیت حاصل کرکے حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔

چال نمبر 32

دوسروں سے نص قطعی کا مطالبہ کرتے ہیں اور خود ضعیف وشاذ قول پیش کرتے ہیں

منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ اپنے مخالفین سے تو ہر مسئلہ پر نص قطعی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ضعیف حدیث تو کجا، خبر واحد کو بھی قبول نہیں کرتے لیکن جب اپنے آپ کو ضرورت پڑ جاتی ہے تو ہر قسم کے قول سے استدلال کرتے ہیں خواہ ضعیف ہو، شاذ ہو، غیر معتبر ہو، مرجوح ہو، غیر مفتیٰ بہ ہو اور مردود ہو الغرض جیسا بھی۔ بہرحال من پسند ہو یہ ہے معیار مقبول اور نہ مقبول ہونے کا۔

چال نمبر 32

دورنگی چال

منکرین حیات قبر کبھی تو غیر مقلدین والی بولی بولنے لگ جاتے ہیں قرآن وحدیث کے بغیر ہم کسی کی نہ مانتے ہیں نہ سنتے ہیں۔ ہمیں قرآن وحدیث دکھاؤ! ہمیں کتابیں اور اقوال نہ دکھاؤ ہم کسی کے مقلد نہیں ہیں قرآن وحدیث کے مقابلہ میں کسی کا کوئی قول قابل اعتبار نہیں اور کبھی پکے حنفی بن جاتے ہیں اور فقہ احناف کی عبارات کے انبار لگا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی فقہ حنفی میں یہ لکھا ہے وہ لکھا ہے اور پھر کبھی دیوبند کے اسٹیج سے بولتے ہیں کہ ہم دیوبندی ہیں ہمارا مسلک علماء دیوبند والا ہے۔ پھر ان کی کتابوں کے حوالہ جات دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ کسی کے نہیں بلکہ مطلب کے ہیں اگر خواہش والا مطلب قرآن سے پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے تو قرآن کے بن جاتے ہیں اور اگر حدیث سے پورا ہوتا نظر آتا ہے تو حدیث کے بن جاتے ہیں اگر فقہ حنفی سے مطلب براری ہو رہی تو فقہ حنفی کے ہیں اور اگر علماء اسلام دیوبند کی عبارات میں سہارا مل رہا ہے تو ان کے ہیں۔ الغرض جہاں سے خواہش پوری ہوتی نظر آ رہی ہو یہ اس کے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ کسی کے بھی نہیں ہیں بلکہ خواہش نفس کے بندے ہیں۔ مطلب کے یار ہیں اسی کا نام ہے دورنگی چال۔

چال نمبر 34

موت کی نسبت صرف جسد کے لئے اور حیات کی نسبت صرف روح کے لئے سمجھتے ہیں

عزیز طلباء کرام! قرآن وحدیث اور اقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ میں موت وحیات کی نسبت حضرت انسان کی طرف بکثرت وارد ہوئی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ موت و حیات کا محل وقوع پورا انسان یعنی روح اور جسد کا مجموعہ ہے لیکن منکرین حیات قبر کی یہ چال ہے کہ موت کی نسبت صرف جسد کی طرف کرتے ہیں اور موت کے بعد حیات کی نسبت جو انسان کی طرف کی گئی ہے اس کو صرف اور صرف روح کے لئے خاص کر دیتے ہیں۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ مات عمر یا قتل عمر تو کہتے ہیں کہ جسد مر گیا یا قتل کر دیا گیا اور جب کہا جائے بل احیاء تو اس کو روح کے ساتھ مختص کر دیتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مات، میت، موتاء کی نسبت بھی حضرت انسان کی طرف ہوتی ہے اور الحیات بعد الوفات بھی انسان کے لئے ہے یعنی مجموعہ کیلئے۔ اس قسم کی چالیں یہ لوگ محض اپنے غلط عقیدہ کو تقویت دینے کے لئے چلتے ہیں۔

چال نمبر 35

عقیدہ حیات النبی ﷺ میں مت پڑو، اختلافی باتیں ہیں یہ علماء کا کام ہے

منکرین حیات قبر عقیدہ حیات النبی ﷺ کی اہمیت، ضرورت اور افادیت کو عوام الناس کی نظروں سے گرانے کے لئے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ علمی باتیں ہیں۔ اس میں علماء کا

اختلاف ہے علماء جانیں اور ان کا کام۔ ہمیں اس مسئلہ میں بالکل نہیں پڑنا چاہیے۔
حالانکہ یہ عقیدہ نہایت ہی عظیم الشان ہے اور ہمارے مفتیان دین فرماتے ہیں کہ ایک
مسلمان کے لئے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اسی عقیدہ عالیہ کا منکر گمراہ مبتدع
اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے۔ ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے
ہاں حیات قبر بعلق روح مع الجسد العنصری ماننا ضروری ہے اس سے آگے تفصیلات
میں پڑنا کہ وہ تعلق کس قسم کا ہے وغیرہ۔ یقیناً یہ اہل علم کی باتیں ہیں ہم جیسے طالب علموں
کے لئے اتنا عقیدہ کافی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ محض نفس حیات مانو یعنی تعلق کا ماننا ضروری
نہیں ہے۔ یہ ایک خطرناک چال ہے کیونکہ تعلق ماننا ازبس ضروری ہے اور بغیر تعلق کے
حیات انسانی کا تصور مشکل ہے۔

چال نمبر 36

حیات وسماع کا عقیدہ شیعوں اور بریلویوں سے لیا گیا ہے

منکرین حیات قبر عقیدہ حیات وسماع کی اہمیت کو گھٹانے کے لئے ایک چال یہ بھی چلتے
ہیں کہ یہ عقیدہ شیعوں اور بریلویوں سے لیا گیا ہے حالانکہ یہ عقیدہ کتاب وسنت، خیر
القرون اور اجماع امت سے ثابت ہے اور یہ عقیدہ شیعوں اور بریلویوں کے نظریات
مخصوصہ میں سے قطعاً نہیں ہے اس عقیدہ کو شیعہ اور بریلوی نظریہ کہنا بہت بڑی جسارت
ہے۔ اگر کسی گمراہ انسان نے قرآن وحدیث کے کسی عقیدہ کو اپنا لیا ہے تو مسلمانوں کے
لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اس عقیدہ کو صرف اس لئے چھوڑ دیں کہ یہ نظریہ کسی گمراہ انسان
نے اپنا لیا ہے شیعہ، بریلوی وغیرہ، کلمہ وقرآن پڑھتے ہیں کیا مسلمانوں کو اس لئے قرآن
وکلمہ چھوڑ دینا چاہیئے کہ اس کو شیعہ اور بریلوی اپنا رہے ہیں۔ شیعہ اور بریلوی وغیرہ وضو،
غسل اور نماز وروزہ کرتے ہیں تو کیا مسلمانوں کو یہ اعمال چھوڑ دینے چاہیئے کہ شیعہ اور

بریلوی کرتے ہیں شیعہ و بریلوی صدقہ خیرات کرتے ہیں، حج وعمرہ کرتے ہیں تو کیا ہمیں ان کو چھوڑ دینا چاہیے شیعہ، بریلوی نبیوں فرشتوں اور آل بیت کو مانتے ہیں تو کیا صرف اسی وجہ سے ہم نبیوں، فرشتوں اور آل بیت کو چھوڑ دیں گے؟ نہیں، نہیں ہرگز نہیں۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ شیعہ اور بریلوی جس طرح حیات وسماع کو مانتے ہیں علماء اہلسنت دیوبندان کی طرح نہیں مانتے وہ تو حیات وسماع اس طرح مانتے ہیں اہل قبور مشکل کشا اور حاجت روا ہیں ہماری مرادیں پوری کرتے ہیں۔ وہ متصرف فی الامور اور مختار کل ہیں سب کچھ کر سکتے ہیں وغیرہ جب کہ علماء اہل سنت دیوبندان باتوں کو شرک سمجھتے ہیں۔ لہٰذا عقیدہ حیات وسماع کے متعلق یہ کہنا کہ یہ شیعوں والا یا بریلویوں والا عقیدہ ہے نہایت خوفناک چال ہے باقی رہا یہ عامیانہ بلکہ جاہلانہ شبہ کہ اگر موتی سنتے ہیں تو سب کام بھی کر سکتے ہیں۔ یہ بھی دجل وفریب پر مبنی ایک چال ہی ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد ہی غلط ہے کہ جو سن سکتا ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ زندہ انسان سنتے ہیں فرشتہ سنتے ہیں اور جنات سنتے ہیں لیکن سب کچھ نہیں کر سکتے جاہل لوگ اپنے زندہ پیروں، فقیروں کو پکارتے ہیں اور وہ زندہ ہونے کی وجہ سے ان کی قریب والی پکار سنتے ہیں۔ لیکن وہ کر کچھ نہیں سکتے قرآن مجید میں ہے۔ یا نار کونی بردا وسلاما ایک مقام پر یا جبال اوبی معہ ظاہر ہے کہ آگ اور پہاڑ نے اللہ تعالیٰ کی بات کو سنا لیکن سننے کے بعد سب کچھ نہیں کر سکتے لہٰذا سماع کے بعد ضروری نہیں ہے کہ سب کچھ کر سکتا ہے بلکہ بہت ساری مخلوق ہے جو سماع کے بعد کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا سماع کو سب کچھ کرنا لازم نہیں ہے اور لزوم سمجھنا جہالت اور حماقت ہے۔

چال نمبر 37

عدم سماع موتی کے عام دلائل سے خاص کر حضور اکرم ﷺ کے سماع کی نفی کرتے ہیں

منکرین حیات قبر فہم خویش قرآن وحدیث سے جو دلائل عدم سماع موتی پر پیش کرتے ہیں وہ دلائل عام ہیں جبکہ حضور اکرم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے آپ ﷺ عند القبر الشریف زائرین کا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں اور اسی خصوصیت پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے لہٰذا عام دلائل سے خصوصی طور پر حضور اکرم ﷺ کے سماع کی نفی کرنا بھی ایک چال ہے ہاں اگر آپ ﷺ کی خصوصیت پر دلائل نہ ہوتے تو پھر کوئی بات بنتی۔

چال نمبر 38

روزانہ حضور اکرم ﷺ کی ذات پر ہزاروں لوگ سلام پڑھتے ہیں آپ ﷺ سب کے سلام کو کیسے سنتے ہیں؟

منکرین حیات قبر کی ایک چال یہ بھی ہے ہزاروں آدمی روزانہ آپ ﷺ کے روضہ اقدس پر جا کر سلام پڑھتے ہیں آپ ﷺ ان سب سلام کرنے والوں کا سلام کیسے سنتے ہیں اور کس کس کا کس طرح جواب دیتے ہیں یہ تو مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اتنے آدمی روزانہ آپ ﷺ کو سلام کریں اور آپ ﷺ سب کا جواب دیں یہ تو آپ ﷺ کو تکلیف دینے والی بات ہے وغیرہ وغیرہ۔

درحقیقت یہ شبہ بھی ایک فاسد مفروضہ پر قائم ہے کہ عالم قبر و برزخ کے حالات کو عالم دنیا

پر قیاس کر لیا گیا اور یہ ایک بنیادی غلطی ہے اگر یہ قیاس آرائیاں چھوڑ دی جائیں تو آدمی کے ذہن کو بہت سی غلط فہمیوں سے نجات مل سکتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر سلام پہنچانے والے قریب سے سنوانے والے خود اللہ رب العالمین ہیں اور جس کام کو کرنے والے اللہ رب العالمین ہوں وہاں مشکل اور ناممکن کا سوال ہی غلط ہے دیکھیے حضور اکرم ﷺ کا سفر معراج کتنا لمبا اور مشکل سفر ہے اور وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں طے ہوا۔ تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ "لیلا" یعنی رات کے تھوڑے حصہ میں ہوا۔ جب اس موقع پر تھوڑے سے وقت میں اتنا لمبا سفر ہو گیا تو وہاں قبر و برزخ میں بہت ساروں کا درود و سلام پہنچانا اور قریب والوں کا براہ راست سنوا دینا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ دیکھئے دنیا میں ہر دور کے اندر اربوں کھربوں کی تعداد میں انسان چلے آرہے ہیں اور نا معلوم دنیا میں کتنی صدیوں سے آباد ہیں اور کتنی صدیاں آباد رہیں گی اور قیامت کا دن صرف پچاس ہزار سال کا ہے ادھر ہر انسان کی زندگی کا اوسط سو سال یا کم و بیش لگالیجیے اور دیکھئے کہ آدمی روزانہ کتنے اعمال کرتا ہے اور وہاں ذرہ ذرہ کا حساب ہونا ہے میری دانست کے مطابق حساب کے لئے ایک آدمی کو پانچ منٹ بھی نہیں مل سکتے اور حساب ہونا ہے پچاس سال یا کم و بیش کا کیا عقل انسانی اس کو باور کر سکتی ہے کہ سو سال کے اعمال کا حساب پانچ منٹ میں لے لیا جائے۔ یہ بات تو انسانوں کی ہے جبکہ وہاں تو جانوروں کا بھی حساب ہونا ہے اور جانوروں کی تعداد یقیناً انسانوں سے کہیں زیادہ ہے اب بتایئے کہ انسان کے لئے کتنا وقت بچے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ ایک منٹ میں بھی سو سال کے اعمال کا حساب کر سکتا ہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ اسی طرح لاکھوں کے درود و سلام بہت تھوڑے وقت میں وہ قادر مطلق پہنچا بھی سکتا ہے اور قریب سے ہزاروں کے سلام سنوا بھی سکتا ہے اور وقت کو بچا بھی سکتا ہے وہ ڈھیر ساروں کا درود و سلام بہت تھوڑے وقت میں آپ ﷺ کی ذات اقدس پر پہنچتا ہے تو یقیناً یہ بات حضور اکرم ﷺ کے لئے باعث راحت اور

سکون بنے گی نہ کہ تکلیف وکلفیت کا سبب۔ جس شخص کے دوست بہت ہوں اور وہ اس کو سلام بھیجیں تو خوش ہوتا ہے کہ میری طرف فلاں نے سلام بھیجے، فلاں سلام کے لئے آیا۔ اس طرح حضور اکرم ﷺ بھی اپنی قبر مبارک میں درود وسلام سے خوش ہوتے ہیں اور یہی حال معجزات اور کرامات کا ہے مثلاً بی بلقیس کا تخت سینکڑوں میلوں سے ایک عالم کی کرامت سے آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے پہنچا۔

بہر حال سلام اور سننے پر اس قسم کے سوالات بھی ایک خوفناک چال ہے۔

چال نمبر 39

بوقت موت روح کا جسم سے بالکل تعلق ختم ہو جاتا ہے

بعض علماء کرام نے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا کی تفسیر میں یا کسی اور مقام پر لکھا ہے کہ جب موت کے وقت روح کا جسم سے بالکل تعلق ختم ہو جاتا ہے چنانچہ منکرین حیات قبر اس قسم کی عبارات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سادہ لوح عوام اور طلباء کو تاثر دیتے ہیں کہ فلاں عالم نے فلاں بزرگ سے فلاں دیوبندی نے لکھا ہے کہ موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق بالکل ختم ہو جاتا ہے لہٰذا قبر کی حیات نہیں ہے۔

حالانکہ یہ بھی ایک چال اور دھوکا ہے کیونکہ اس قسم کی عبارات لکھنے والے حضرات کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عالم قبر و برزخ میں روح اور جسد کے مابین کسی قسم کا تعلق نہیں ہے اور نہ ہی وہ حضرات حیات قبر کے منکر ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ بتانا ہے کہ موت کے وقت روح اور جسد کا دنیاوی تعلق ختم ہو جاتا ہے یعنی وہ دنیا والے تعلق کی بالکل نفی کرنا چاہتے ہیں۔

باقی رہا عالم قبر میں برزخ کا تعلق تو وہ حضرات اس کی نفی نہیں فرما رہے کیونکہ اس تعلق کے

تو وہ خود قائل ہیں۔ چنانچہ جس عالم کی یہ عبارت ہے بندہ اسی عالم کی کتابوں سے تعلق والا عقیدہ ثابت کرسکتا ہے انشاء اللہ۔ تو معلوم ہوا کہ وہ حضرات نفی کرتے ہیں تعلق دنیا کی نہ کہ تعلق قبر و برزخ کی جس کی کنہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ جس کی نفی کی گئی ہے وہ برزخی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ دنیوی تعلق ہے اور یہ بات مکرر سہ کرر عرض کی جاچکی ہے کہ اکابر علماء دیوبند کے نزدیک حیات دنیوی کا مطلب یہ ہے کہ اس حیات میں دنیا والا جسد شامل ہے۔ لہٰذا ایسی عبارات سے قبر و برزخ کی نفی کرنا بھی ایک خوفناک چال ہے اور دھوکہ ہے۔

چال نمبر 40

حیات قبر برحق ہے لیکن منکرین حیات قبر بھی برحق ہیں

منکرین حیات قبر میں ایک ایسا طبقہ بھی موجود ہے جو بربنائے مجبوری حالات حیات قبر کا اقرار کرلیتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے سماع عند القبر الشریف کو بھی مان لیتا ہے لیکن ان لوگوں کی تمام ترہمدردیاں منکرین کے حق میں جاتی ہیں۔ ان کی تعریف و توصیف میں ہمیشہ رطب اللسان رہتے ہیں۔ کبھی ان کی قرآن خوانی کی بھی حق گوئی، کبھی قرآن دانی کی، کبھی توحید بیانی، کبھی ان کے تقوی اور طہارت کی اور کبھی ان کے دورہ تفسیر کی تعریف کرتے رہتے ہیں اور اگر اکابر علماء دیوبند اور منکرین حیات کے بڑوں کا تقابلی تذکرہ چھڑ جائے تو ہمارے بڑوں پر ان کے بڑوں کو ترجیح دیتے ہیں اور ایسے لوگوں کے تربیت یافتہ شاگرد عموماً ذہنی طور پر مماتی ہی ہوتے ہیں اور نسبتاً ان کے بڑوں کے زیادہ عقیدت مند ہوتے ہیں یہ طبقہ سب سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ بظاہر ہمارا اور در حقیقت انہیں کا ہے۔ یہ لوگ ہمارے طلباء کو ان کی طرف سپلائی کرنے میں اور ان کی گود

میں ڈالنے میں زیادہ چالاک اور بہت کامیاب واقع ہوئے ہیں اور یہ عیار لوگ ہمارے مسلک کی ہر تنظیم میں تقیۃً شامل ہو چکے ہیں خواہ وہ سیاسی جماعت ہو یا مذہبی، تبلیغی ہو یا جہادی الغرض ہر جماعت میں گھس کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں اور مسلک اکابر دیوبند کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور جماعتوں کے شیرازہ کو سبوتاژ کر رہے ہیں۔

ہماری تمام جماعتوں میں جو انتشار اور دھڑے بندی ہے یہ اس قسم کے لوگوں کی شرارتوں کا نتیجہ ہے یہ چالاک "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے فارمولا پر عمل پیرا ہیں۔ یہ لوگ ظاہری طور پر ہماری جماعت کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ سے رابطہ رکھ کر اپنے لئے تحفظ فراہم کرتے ہیں اور یوں ہمارے بن کر ہمارے طلباء کے عقیدہ حیات النبی ﷺ، عقیدہ عذاب قبر، مسئلہ توسل اور مسئلہ استشفاع کے خلاف ذہن سازی کرتے ہیں اور بالآخر کشاں کشاں ان کو غیر شعوری طور پر سید عنایت اللہ شاہ صاحب کی راہ پر ڈال کر ان کا عقیدت مند بنا ڈالتے ہیں ایسے عیار و چالاک لوگوں سے تقیہ کی چادر اتار لینے کے لئے بندہ عاجز نے ایک مضمون لکھا تھا جو ماہنامہ "الخیر" ملتان میں "کچھ پہچان پیدا کر" کے نام سے اور "بینات" کراچی اور "خدام الدین" لاہور میں "سلف بیزاری" کے نام شائع ہوا تھا۔ بہر حال اس طبقہ کی یہ چال بے حد خوفناک ہے۔ جس کی طرف توجہ کر کے اپنی جماعت کے افراد کو ایسے لوگوں کی عیاری اور مکاری سے تحفظ فراہم کرنا وقت کی ضرورت اور وقت کے علماء کی ذمہ داری ہے تاکہ ہمارے اسٹیج، ہماری مساجد، ہمارے مدارس، ہمارے دار الافتاء اور دار الارشاد ان کے بیانوں، اماموں، درسوں، فتووں اور قیادتوں سے پاک صاف ہو جائیں۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے۔ اسی طرح وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ارباب حل وعقد اور سیاہ وسفید کے مالک بھی ٹھنڈے دل سے سوچیں اور غور فرمائیں جب انہوں نے تاریخ ساز فیصلہ فرمایا ہے کہ جو شخص مسلک اہلسنۃ والجماعۃ دیوبندیہ حنفیہ سے انحراف کرے گا تو اس کی سند وفاق، شہادۃ عالمیہ کالعدم تصور ہو گی تو اس فیصلہ کے بعد مسلک اہل حق سے باغی ہونے والوں کو سند جاری کرنے کا

کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

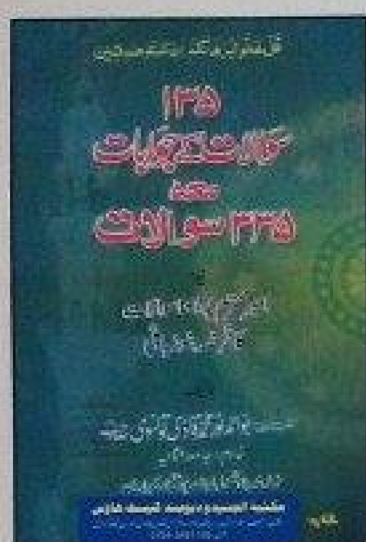
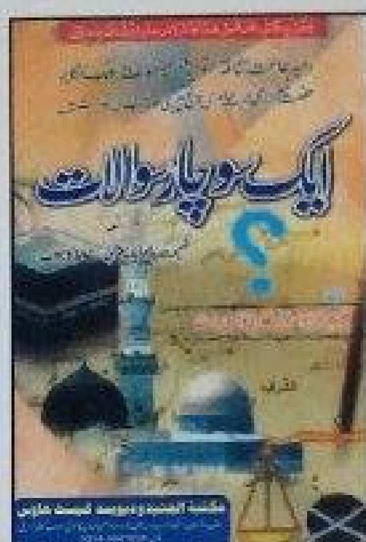
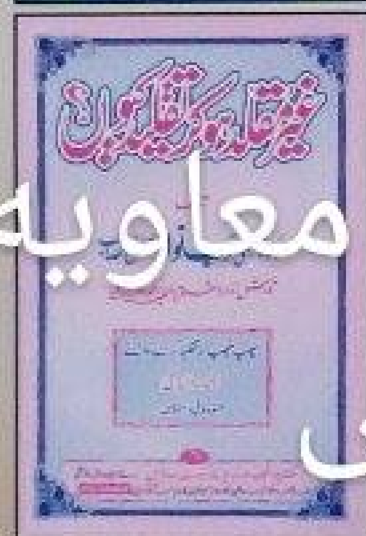
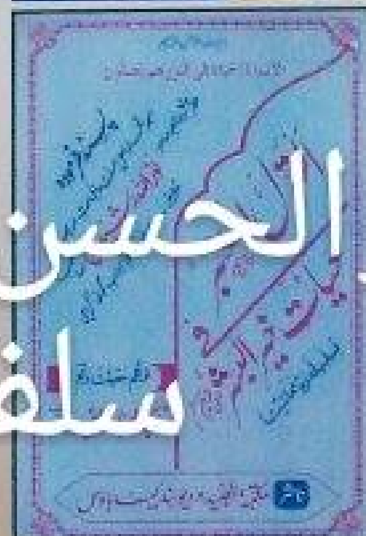
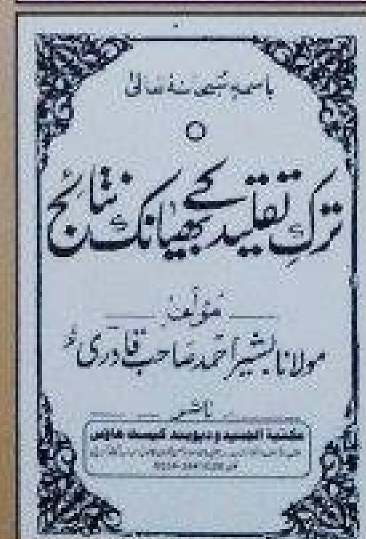
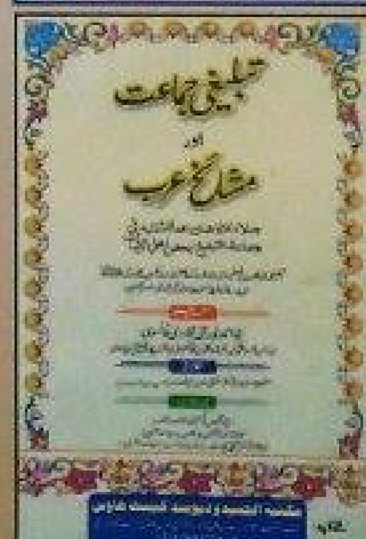
ان ارید الا الا صلاح وما توفیقی الا باللہ

صلی اللہ تعالی علی محمد و علی آلہ واصحابہ و ازواجہ و عترتہ واتباعہ اجمعین . آمین

ابواحمد نور محمد تونسوی قادری

خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ

تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان



ایک سو چار سوالات



ترکِ تقلید کے بھیانک نتائج
مؤلف
مولانا بشیر احمد صاحب قادری
ناشر

تبلیغی جماعت
اور
مشائخ عرب